ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
39
19 تا 25 محرم الحرام 1439ھ/ 10 تا 16 اکتوبر 2017ء

اس شمارے میں

تین راستے

اسلامی معاشرتی اقدار اور ہم

پاکستانی وزیر خارجہ اور بھارتی زبان

مطالعۂ کلام اقبال

انتخابی سیاست یا تحریک: انقلاب کیسے ممکن؟

شہادت گہ الفت ......

یَمُدُّ هُمْ فِی طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

اسلام کا رشتہ

''......اے برادران ملت! یہی اسلام کی وہ عالمگیر اخوت اور دعوت اسلام کی وحدت تھی، جس نے زمین کے دوردراز گوشوں کو ایک کر دیا تھا۔ اسلام نے ریگستان حجاز میں ظہور کیا، مگر صحرائے افریقہ میں اس کی پکار بلند ہوئی۔ اس کی دعوت کی صدا جبل بوقبیس کی گھاٹیوں سے اٹھی مگر دیوار چین سے صدائے اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ کی بازگشت گونجی۔ تاریخ کی نظریں جس وقت دجلہ وفرات کے کنارے پیروان اسلام کے نقش قدم گن رہی تھیں، عین اسی وقت گنگا اور جمنا کے کنارے سینکڑوں ہاتھ تھے جو خدائے واحد کے آگے سربسجود ہونے کے لیے وضو کر رہے تھے۔ یہ تمام دنیا کی مختلف قومیں زمین کے دوردراز گوشوں پر بسنے والی آبادیاں گویا ایک ہی گھر کے عزیز تھے، جن کو شیطان رجیم کی تفرقہ اندازیوں نے ایک دوسرے سے الگ کر دیا تھا، لیکن خدائے رحیم نے ان صدیوں کے بچھڑے ہوئے دلوں کو ایک دائمی صلح کے ذریعہ پھر ایک جگہ جمع کر دیا اور ان کے روٹھے ہوئے دلوں کو اس طرح ایک دوسرے سے منا دیا کہ تمام پچھلے شکوے اور شکایتیں بھول کر ایک دوسرے کے بھائی اور شریک رنج وراحت ہو گئے۔ ''اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر نازل کی گئی، جب کہ تم اسلام سے پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے مگر اسلام نے تمہارے دلوں میں محبت والفت پیدا کر دی اور تم دشمن کی جگہ ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہو گئے۔''

دنیا کے تمام رشتے ٹوٹ سکتے ہیں، مگر اسلام کا رشتہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ ممکن ہے کہ ایک باپ اپنے لڑکے سے روٹھ جائے، بعید نہیں کہ ایک ماں اپنی گود سے بچے کو الگ کر دے، ہو سکتا ہے کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کا دشمن ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ دنیا کے تمام عہد مودت، خون اور نسل کے باندھے ہوئے پیمان وفا و محبت ٹوٹ جائیں۔ مگر جو رشتہ ایک چین کے مسلمان کو افریقہ کے مسلمان سے، ایک عرب کے بدو کو تاتار کے چرواہے سے اور ایک ہندوستان کے نومسلم کو مکہ معظّمہ کے صحیح نسب قریشی سے پیوست و یک جان کرتا ہے، دنیا میں کوئی طاقت نہیں ہے جو اسے توڑ سکے اور اس زنجیر کو کاٹ سکے، جس میں خدا کے ہاتھوں نے انسانوں کے دلوں کو ہمیشہ کے لیے جکڑ دیا ہے۔''

مولانا ابوالکلام آزادؒ

کافروں کی قیاس آرائیاں اور جواب

الھدیٰ (774)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ مَریَم — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات :73، 74

وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا ۙ اَیُّ الۡفَرِیۡقَیۡنِ خَیۡرٌ مَّقَامًا وَّ اَحۡسَنُ نَدِیًّا ﴿۷۳﴾ وَکَمۡ اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ ہُمۡ اَحۡسَنُ اَثَاثًا وَّ رِءۡیًا ﴿۷۴﴾

آیت ۷۳ ﴿وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا ۙ اَیُّ الۡفَرِیۡقَیۡنِ خَیۡرٌ مَّقَامًا وَّ اَحۡسَنُ نَدِیًّا ﴿۷۳﴾﴾ ''اور جب انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ہماری روشن آیات' تو یہ کافر اہل ایمان سے کہتے ہیں کہ (دیکھو!) دونوں گروہوں میں سے کس کا مقام بہتر ہے اور کس کی مجلس اچھی ہے!''

کفارِ مکہ مسلمانوں کو مخاطب کر کے تضحیک واستہزاء کے انداز میں سوال کرتے تھے کہ ذرا دیکھو تو سہی مجلسی شان وشوکت اور معاشرتی مقام ومرتبہ کے اعتبار سے ہم دونوں گروہوں میں سے کون سا گروہ بہتر ہے۔ ایک طرف محمد (ﷺ) چند فقراء ومساکین کو لے کر بیٹھے ہیں تو دوسری طرف ابو جہل اور ولید بن مغیرہ کی چوپالوں میں امراء ورؤساء کی چہل پہل ہے۔ ان دونوں گروہوں کی حیثیت واہمیت کا بھلا آپس میں کیا تقابل اور موازنہ! کہاں فرش خاک پر بیٹھے بلال' خباب' ابوفکیہہ' عمار اور یاسر رضی اللہ عنہم جیسے مفلس وقلاش اور غلام' اور کہاں شاہانہ محفلوں میں سردارانِ قریش کی سج دھج اور شان وشوکت! یہ وہی انداز ہے جو سورۃ الکہف میں دو افراد کے مکالمے کے دوران دیکھنے میں آتا ہے۔ وہاں بھی ایک دولت مند متکبر شخص نے اللہ کے بندے کو مخاطب کر کے بڑے طمطراق سے کہا تھا: ﴿اَنَا اَکۡثَرُ مِنۡکَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾﴾ ''میں تم سے بہت زیادہ ہوں مال میں اور بہت بڑھا ہوا ہوں نفری میں!''

آیت ۷۴ ﴿وَکَمۡ اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ ہُمۡ اَحۡسَنُ اَثَاثًا وَّ رِءۡیًا ﴿۷۴﴾﴾ ''اور ہم کتنی ہی قوموں کو ان سے پہلے ہلاک کر چکے ہیں' جو ان سے کہیں بڑھ کر تھیں ساز وسامان اور شان وشوکت میں!''

یہ کفار کی بات کا جواب دیا کہ پہلے ایسی قومیں گزر چکی ہیں جو دنیا کے ساز وسامان اور شان ونمود میں تم سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھیں لیکن جب انہوں نے انبیاء کے مقابلہ میں سرکشی کی اور تکبر وتفاخر کو اپنا شعار بنا لیا' تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جڑ کاٹ دی اور دنیا کے نقشہ میں ان کا نشان بھی باقی نہ رہا۔ پس آدمی کو چاہیے کہ دنیا کی فانی ٹیپ ٹاپ اور عارضی بہار سے دھوکہ نہ کھائے۔ عموماً متکبر دولتمند ہی حق کو ٹھکرا کر ہلاکت کا لقمہ بنا کرتے ہیں۔ مال، اولاد یا دنیوی خوشحالی مقبولیت اور حسن انجام کی دلیل نہیں۔

فرمان نبویؐ

نیکی اور برائی کی کسوٹی

عَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِرَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ کَیۡفَ لِیۡ اَنۡ اَعۡلَمَ اِذَا اَحۡسَنۡتُ وَاِذَا اَسَأۡتُ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اِذَا سَمِعۡتَ جِیۡرَانَکَ یَقُوۡلُوۡنَ قَدۡ اَحۡسَنۡتَ فَقَدۡ اَحۡسَنۡتَ وَاِذَا سَمِعۡتَہُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ قَدۡ اَسَأۡتَ فَقَدۡ اَسَأۡتَ))

(مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ مجھے کیسے پتہ چلے کہ میں نے اچھا کام کیا ہے یا برا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے پڑوسیوں سے سنے کہ تو نے اچھا کام کیا ہے تو یقین جان لے کہ فی الواقع تو نے اچھا کام کیا ہے اور جب تو اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تو نے برا کیا ہے تو تجھے سمجھ لینا چاہیے کہ تو نے یقیناً برا کیا ہے۔''

تشریح: ہر شخص کے نیک یا برے ہونے کی متعلق بے لاگ رائے صرف اس کے ہمسائے کی ہوسکتی ہے پڑوسی بتا سکتا ہے کہ فلاں شخص کے اخلاق کیسے ہیں؟ وہ لین دین میں کیسا ہے؟ وہ رحمدل ہے یا بدخواہ اور سنگدل ہے؟ تقویٰ کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ انسان اپنے غریب رشتہ داروں اور ناداروں اور نادار ہمسایوں سے بے رخی نہ برتے، انہیں حقیر نہ جانے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادار یہ

مرزا ایوب بیگ

تین راستے

حکومتی بزرجمہروں کی منصوبہ بندی کے مطابق عقیدہ ختم نبوت پر چڑھائی اور بعدازاں پسپائی بہرصورت دونوں حکومت کے لیے مفید اور سودمند ثابت ہونے کی توقع تھی۔ بیرونی آقاؤں پر ثابت ہو گا کہ مسلم لیگ (ن) تو اُن کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے میں کوشاں ہے، لیکن سیاسی اور مذہبی مخالفین اُن کے راستے کی رکاوٹ ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں باہر والے اتنے بھی سیدھے اور بھولے نہیں۔ خصوصاً جب یہ ڈراما اتنے بھونڈے انداز میں کھیلا جائے گا۔ البتہ ISPR نے غیر متوقع طور پر عقیدہ ختم نبوت پر جانیں قربان کرنے کا اعلان کر کے حکومت کی مدد کی ہے۔ اس سے عالمی قوتوں کو یہ پیغام گیا ہے کہ یہ rogue army بھی ہمارے ایجنڈے کی تکمیل میں حکومت کے راستے کی رکاوٹ ہے۔ عقیدہ ختم نبوت پر ضرب لگانے سے چند دن پہلے پاکستان کے وزیر خارجہ نے امریکہ میں جو بیانات دیے تھے جن میں بلاضرورت اعتراف کیا گیا تھا کہ حقانی اور حافظ سعید پاکستان پر بوجھ ہیں۔ پھر یہ کہ We must do more کہہ کر اپنے آرمی چیف کے موقف کے خلاف واضح موقف اختیار کیا گیا، جنہوں نے چند روز پہلے کہا تھا کہ ہم ڈومور کر چکے اب دنیا کو ڈومور کرنا ہوگا۔ وزیر خارجہ کا امریکہ جا کر یہ موقف اختیار کرنا اور حکومت کا انتخابی اصلاحات کی آڑ میں عقیدہ ختم نبوت پر کاری وار کرنا ان دونوں وارداتوں میں ایک لنک صاف نظر آ رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ عالمی قوتوں کو بتایا جائے کہ فوج جن غیر ریاستی عناصر کو اپنا اثاثہ قرار دیتی ہے موجودہ حکومت بھی اُن سے تنگ آئی ہوئی ہے لہٰذا اس حوالہ سے آگے بڑھنے کے لیے اُنہیں امریکہ کی مدد درکار ہے۔ علاوہ ازیں نظریاتی سطح پر سیاسی اور مذہبی مخالفین آپ کے ایجنڈے کی تکمیل میں رکاوٹ ہیں لہٰذا آپ اس خطے میں اگر اپنے ایجنڈے کی تکمیل چاہتے ہیں تو ہمارے اقتدار کو مستحکم کریں۔ ہمیں حقیقی مقتدر قوت بنائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں انسان اور انسانوں کے گروہ کے لیے محنت اور جدوجہد کرنے کے تین راستے ہیں۔ (1) انسان اپنی ذات کے لیے جدوجہد کرے۔ مجھے دولت مل جائے‘ دنیوی لحاظ سے اعلیٰ مقام حاصل کرلوں‘ دنیا میرے اقتدار کو تسلیم کرے‘ میری عزت وتوقیر ہو۔ (2) میری قوم ایک مضبوط اور ترقی یافتہ قوم بن جائے۔ دنیا میں میری قوم اور ملک کی عزت ہو‘ ہم بحیثیت قوم سپر پاور بلکہ سپریم پاور بن جائیں۔ لہٰذا اس سوچ کے مطابق ذاتی مفاد کو بھی قومی مفاد پر ترجیح دی جاتی ہے۔ (3) ایک انسان خاص طور پر مسلمان کے لیے تیسرا راستہ یہ ہے کہ وہ دنیا پر آخرت کو ترجیح دے‘ وہاں پر کامیابی کی دُھن اُس کے سر پر سوار ہو اور وہ اپنے نظریے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دے۔ وہ زر اور زمین پر نظریہ کو ترجیح دے اور اُسی کے لیے جان کی بازی لگا دے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج امریکہ، یورپ اور دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک میں لوگوں کی عظیم اکثریت نے دوسرا راستہ اختیار کیا ہوا ہے۔ ملک اور

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

19 تا 25 محرم الحرام 1439ھ جلد 26
10 تا 16 اکتوبر 2017ء شمارہ 39

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد‘ طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس‘ ریلوے روڈ‘ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے‘ علامہ اقبال روڈ‘ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے‘ ماڈل ٹاؤن‘ لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ‘ ایشیا‘ افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ‘ کینیڈا‘ آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ‘ منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

قوم کی ترقی اُن کی ذات کے لیے بھی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ان ممالک میں اگر کسی کے ذاتی اور قومی مفاد میں تصادم پیدا ہو جائے تو اکثریت قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دیتی ہے۔

امت مسلمہ نے خصوصاً مسلمانانِ پاکستان نے بدقسمتی سے پہلا راستہ اختیار کیا اور اپنی ذات کو ہر دوسری شے پر فوقیت دی حالانکہ ہم نے مملکت پاکستان کے حصول کے وقت اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تیسرا راستہ اختیار کریں گے۔ ہم نے دعا کی تھی کہ تو ہمیں پاکستان عطا فرما‘ ہم نظریۂ پاکستان کو عملی شکل دے کر اسے اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہے کہ اُس نے انسان کو خیر وشر کے راستوں سے آگاہ کر دیا‘ اپنی کتابیں بھیج کر، اپنے رسول بھیج کر اس دنیا کی حقیقت کو بھی واضح کر دیا۔ آخرت کی کامیابی کو حقیقی فوز وفلاح قرار دیا‘ پھر راستے کا چوائس انسان کو دے دیا۔ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا۔ انسان کو یہ تجربہ بھی ہوا کہ اس خود مختاری سے فائدہ اٹھا کر انسان جو راستہ شعوری فیصلے کے ساتھ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ انسان کے لیے وہی راستہ کھولتا جاتا ہے جس راستے کو وہ اختیار کرتا ہے۔ آج کے ترقی یافتہ ممالک نے دوسرا راستہ اختیار کیا‘ جس سے اقوام خوشحال بھی ہوئیں اور وہ دوسروں پر غالب آنے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ جب کہ پاکستانیوں نے تمام تر توجہ اپنی ذات پر مرکوز کی، قوم کو بھلا بیٹھے اور دین کو بھی ایک طرف رکھ دیا۔ یعنی پہلا راستہ اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اُنہیں ذاتی سطح پر خوب ترقی دی۔ سائیکل چلا کر اپنی ٹانگیں توڑنے والوں کے پاس مرسڈیز اور لینڈ کروزر آ گئی لیکن ملک و قوم بے توقیر ہو گئے‘ ملکی کرنسی کو بھی زوال آیا اور سبز پاسپورٹ بھی ذلیل و رسوا ہوا۔ اور تیسرا راستہ ترک کرنے سے اللہ کی مدد اور نصرت سے محروم ہو گئے۔

دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ تیسرا راستہ پاکستان کی دینی جماعتیں بھی یکسوئی سے اختیار نہ کر سکیں۔ الا ماشاء اللہ۔ لہٰذا نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ 2008ء کے انتخابات کے نتیجہ میں ایم ایم اے کو خیبر پختونخوا میں حکومت بنانے کا موقع ملا۔ ساڑھے چار سال تک دین کے حوالے سے ایک قدم بھی نہ اٹھایا اور آخری چھ ماہ میں حسبہ بل اسمبلی میں لائے‘ جس نے جب قانون کی شکل اختیار کی تو عدلیہ نے اُسے کالعدم قرار دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی سیکولر جماعتوں کو یہ نکتہ سمجھ میں نہیں آتا کہ آج کی دنیا میں ہر قوم‘ ہر ملک صرف اور صرف اپنے مفاد کو سامنے رکھتا ہے۔ وہ آپ کا دوست اور دشمن اپنے مفاد میں ہو گا لہٰذا اگر تمہارا دین و مذہب سے کوئی تعلق نہیں‘ تب بھی تمہاری ذات کا تحفظ اور تمہارے اقتدار کا تحفظ‘ قوم اور ملک کے توانا اور مستحکم ہونے پر منحصر ہے۔ اگر پاکستان معاشی طور پر کمزور ہو گا اور سیاسی عدم استحکام کا شکار ہو گا تو آپ غیروں کے ایجنڈے کی طرف بڑھتے بڑھتے بالآخر اپنے ملک میں بدنامی اور رسوائی کا شکار ہو کر زوال پذیر ہو جائیں گے اور کمائی ہوئی دنیا بھی غارت جائے گی۔ گویا اُنہیں اپنی ذات اور اپنے ذاتی اقتدار کے لیے بھی دوسرا راستہ اختیار کرنا ہو گا۔ اگرچہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نظریاتی مملکت میں نظریہ کو ترک کر کے دوسری راہ اختیار کر لینا کبھی بھی سود مند ثابت نہیں ہوتا۔ بہرحال اُنہیں راستے کے چناؤ کا حق ہے۔

پاکستان کی دینی جماعتوں نے تیسرا راستہ اختیار کیا‘ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جزوی طور پر اور نیم دلانا انداز میں‘ حالانکہ یہ ایک ایسا راستہ ہے جس سے کامیابی سے ہدف پر پہنچنے کے لیے کشتیوں کا جلایا جانا لازم تھا۔ دین کی دعوت کا کام کریں گے لیکن جب انتخابات آ جائیں تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ووٹروں کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیں‘ لہٰذا نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے۔ اُن کے ڈبوں میں پڑنے والے ووٹ ہزاروں سے کم ہو کر سینکڑوں میں آ گئے۔ عوام کو مایوسی ہوئی اور اپنے مطالبات منوانے کے لیے اُنہیں جو سٹریٹ پاور حاصل تھی‘ اُس میں بھی کمی آ گئی پھر یہ کہ ووٹوں کی کھینچ تان میں فرقہ واریت میں اضافہ ہو گیا اور باہمی تعلقات میں کشیدگی بھی پیدا ہو گئی۔ دینی جماعتوں کو تیسرا راستہ پوری یکسوئی سے اختیار کرنا ہو گا اور اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے اختیار کرنا ہو گا۔ دنیوی اقتدار خود اُن کے قدموں میں آ گرے گا۔ پھر اُنہیں نہ صرف قانون ساز اسمبلیوں میں اکثریت حاصل ہو گی بلکہ قوت کے دوسرے مراکز یعنی عدلیہ‘ فوج وغیرہ میں بھی دین دشمنوں کو پسپائی اختیار کرنا پڑے گی۔ لہٰذا جب اُنہیں اقتدار حاصل ہو گا تو جوابی انقلاب یا ردِ انقلاب کے لیے قوت کے کسی بھی مرکز سے مزاحمت نہ ہو سکے گی۔ مصر میں اخوان المسلمون اگر انتخابات کی بجائے انقلابی ذریعے سے ملحد فوجی قوت کو کچل کر برسر اقتدار آئے ہوتے اور عدلیہ سے خلافِ اسلام اذہان کا صفایا کیا ہوتا تو اُنہیں اقتدار سے فارغ کرنا اتنا آسان نہ ہوتا، بلکہ شاید ممکن نہ ہوتا۔ آخر میں دینی جماعتوں سے استدعا ہے کہ وہ غور کریں کہ احتجاجی تحریک کس طرح حکومتوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرتی ہے اور انتخابی نتائج سے اُن کی پوزیشن کتنی کمزور ہوتی ہے۔ ہم انشراح صدر کے ساتھ ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ انفرادی یا اجتماعی سطح پر صرف تیسرا راستہ اختیار کرنے سے پاکستان اور اہل پاکستان کا مستقبل محفوظ رہ سکتا ہے۔ آج فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے، روزِ قیامت اللہ تعالیٰ حتمی فیصلہ صادر فرمائے گا۔

☆☆☆

اسلامی معاشرتی اقدار اور ہم

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید ﷾ کے 29 ستمبر 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! اسلامی معاشرہ کے خدوخال کے مطالعہ کے دوران ہم نے ایک انتہائی اہم اور بنیادی معاشرتی اُصول یہ بھی پڑھا تھا کہ:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى﴾ (بنی اسرائیل:32) ''اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ''

اس سے قبل ہم اللہ کے پسندیدہ بندوں کے اوصاف میں بھی پڑھ چکے ہیں کہ:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ﴾ ''اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو'' ﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ (الفرقان:68)

''اور نہ ہی قتل کرتے ہیں کسی جان کو جس کو اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے مگر حق کے ساتھ' اور نہ ہی کبھی وہ زنا کرتے ہیں''

اس آیت میں اللہ کے پسندیدہ بندوں کے اوصاف کے ضمن میں ان تین سب سے بڑے گناہوں یعنی شرک، قتل ناحق اور زنا کی سختی سے ممانعت کی گئی۔ لیکن یہاں (بنی اسرائیل:32 میں) فرمایا گیا کہ ''زنا کے قریب بھی مت جاؤ''۔ چنانچہ وعدہ یہ تھا کہ ہم آئندہ اس اہم معاشرتی اُصول کا تفصیلی مطالعہ کریں گے کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ اور اس کے لیے کن اقدامات کی ضرورت ہے؟ کیا کیا احتیاطیں کرنی ہوں گی، کن پہلوؤں کو مدنظر رکھنا ہوگا؟ لہٰذا آج ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں یہی جاننے کی کوشش کریں گے۔ ان شاءاللہ

زنا کہتے ہیں ایک مرد اور عورت کا شادی کے بغیر آپس میں جنسی تعلق رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے جنسی جذبہ کو نسل انسانی کے فروغ کا ذریعہ بنایا ہے لیکن اس کے لیے اللہ نے نکاح کی شرط رکھی ہے۔ یہی تعلق اگر نکاح کے بعد قائم کیا جائے تو اس میں اللہ کی رضا بھی شامل ہے اور اجر وثواب کا باعث بھی ہے۔ لیکن اگر یہی عمل نکاح کی شرط کو توڑ کر کیا جائے تو یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اکبر الکبائر میں شامل ہے اور اگر ثابت ہو جائے تو اس کی سزا بھی شریعت میں سخت ترین ہے۔ اس لیے کہ اگر معاشرے میں اس حوالے سے ڈسپلن نہ رہا یعنی زنا کی کثرت ہوگئی تو پھر انسان، انسان نہیں رہتا بلکہ وہ حیوان بن جاتا ہے اور انسان کو انسانیت کی صف سے گرا کر حیوانیت میں شامل کرنا ابلیس کے ایجنڈے کا اہم ترین رکن ہے۔

﴿اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ﴾

''شیطان تمہیں فقر کا اندیشہ دلاتا ہے اور بے حیائی کے کاموں کی ترغیب دیتا ہے۔'' (البقرہ:268)

مرتب: ابوابراہیم

شیطان انسان کا دشمن ہے کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا یعنی فرشتوں سے بھی اونچا مقام دیا اور پھر تمام فرشتوں اور ابلیس کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کا حکم دیا مگر ابلیس نے حسد اور تکبر کی وجہ سے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور راندۂ درگاہ ہوگیا۔ اب ابلیس انسان سے انتقام لینا چاہتا ہے کہ جس انسان کو اللہ نے فرشتوں سے بھی اونچا مقام دیا ہے، اُسے حیوانوں کے درجے سے بھی گرا دے۔ اس کے لیے اس کو معلوم ہے کہ جنسی جذبہ اور مال کی محبت انسان کی بڑی کمزوریاں ہیں جن کو exploit کر کے وہ شرف انسانیت سے انسان کو گرا سکتا ہے۔ دین کے لیے اور فلاح و بہبود کے کاموں پر اور یتیموں اور مسکینوں پر خرچ کرنا اللہ کے نزدیک بہت پسندیدہ عمل ہے اور اس کا بہت بڑا اجر ہے لیکن شیطان انسان کو پٹی پڑھاتا ہے کہ جو تم نے کمایا ہے، تمہارا حق ہے۔ تم سب کے ٹھیکیدار نہیں ہو۔ جو لوگ محنت نہیں کرتے وہ اسی قابل ہیں کہ دھکے کھاتے پھریں، ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ہاں! ایسی جگہ انوسٹ کرو جہاں کوئی گھاٹے کا امکان نہ ہو اور تمہارا مال بڑھتا ہی چلا جائے۔ چنانچہ اس کے لیے سودی نظام تراشا گیا جس کے بارے میں علامہ اقبال نے فرمایا:

از ربا جاں تیرہ، دل چوں خشت و سنگ
آدمی درندہ بے دندان و چنگ

یعنی ربا (سود) کے ذریعے انسان درندہ بن جاتا ہے اور واقعتاً جو سودخور لوگ ہوتے ہیں ان کا دل پتھر کا ہو جاتا ہے اور وہ خون آشام بھیڑیے بن جاتے ہیں۔ وہ کسی کی مجبوری کو نہیں دیکھتے بلکہ انہیں صرف اپنا سود چاہیے ہوتا ہے اور اس کے لیے انہوں نے باقاعدہ ایک پورا نظام بنا لیا ہے جو ان کو سپورٹ کرتا ہے لہٰذا بے رحمی کے ساتھ سود وصول کر کے ان کو دیتا ہے۔ چاہے سود دینے والے کا گھر نیلام کرنا پڑے، اس کے بچے باہر سڑک پر رُلتے پھریں، انہیں دو وقت کا کھانا نصیب نہ ہو رہا ہو۔ چنانچہ سودی نظام سے غربت وافلاس کو جو فروغ حاصل ہوتا ہے اس سے بھی انسان شرف انسانیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسے اس کے علاوہ کوئی بات سوجھتی ہی نہیں کہ دو وقت کی روٹی کیسے پیدا کروں اور بل کہاں سے ادا کروں۔ یہاں تک کہ دین کے کسی تقاضے یا رسول اللہ ﷺ کے اُمتی ہونے کے ناتے جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اُن میں سے کسی ذمہ داری کا بھی اُسے احساس نہیں رہتا۔ بس صبح سے شام تک وہ صرف اپنی بنیادی ضروریات کے لیے مشقت اُٹھاتا ہے، گویا اب وہ انسان نہ رہا بلکہ کولہو کا بیل یا لدھو اونٹ بن گیا۔ اسی طرح جنسی بے راہروی کو بھی شیطان ہتھیار بنا

کر انسان کو انسانیت کی صف سے گرا کر حیوان بنا دیتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسلامی معاشرے کے بنیادی اُصولوں میں ایک اُصول یہ بھی رکھ دیا کہ:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى﴾ (بنی اسرائیل:32) ''اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ''

یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ زنا مت کرو بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ زنا کے قریب بھی مت جاؤ۔ یعنی ایسے تمام اسباب و ذرائع جو انسان کو زنا کی طرف لے جانے کا باعث بنتے ہوں ان سے بھی دور رہو۔ اس حکم الٰہی پر عمل پیرا ہونے کے لیے ہمیں کیا اقدامات کرنے ہوں گے اور کن چیزوں سے بچنا ہوگا ؟ اس حوالے سے اسلامی تعلیمات یہ ہیں۔

1. نکاح کا اہتمام آسان اور جلد ممکن بنایا جائے۔ اس کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی تاکید یہ ہے کہ اولاد جیسے ہی بالغ ہو ان کی شادی کرو۔ ورنہ اگر اولاد گناہ کی مرتکب ہوئی تو اس کا گناہ تمہیں بھی ملے گا۔ لیکن آج کے ابلیسی نظام نے انسان کو تہذیب و تمدن کے جس مقام پر پہنچا دیا ہے وہاں شادی میں جلدی کرنا غلط سمجھ لیا گیا ہے۔ بلوغت کی عمر شروع ہو گئی تو اب شادی کی ضرورت ہے لیکن نظام کہتا ہے کہ 18 سال سے پہلے شادی ہو ہی نہیں سکتی۔ جو یہ قانون توڑے گا اس کو سزا ملے گی۔ حالانکہ ذمہ داری والدین کی ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ بیٹا پہلے خود کمائے پھر شادی کریں گے یعنی بیٹی کی شادی کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں لیکن بیٹے کی نہیں۔ آج کی دنیا نے بشمول مسلمانوں کے یہ اُصول بنا رکھے ہیں اور اس پر جدید تہذیب کو فخر ہے حالانکہ یہ صریحاً خلاف اسلام ہے اور معاشرتی تباہی کا باعث بھی۔

2۔ شادی کے معاملات کو آسان اور سہل بنایا جائے۔ آج فضول رسموں کی وجہ سے شادی مہنگی ہوتی جا رہی ہے جس کے خرچے حلال ذرائع سے پورے نہیں ہو پاتے تو پھر جہاں طرح طرح کی کرپشن جنم لیتی ہے۔ وہاں شادی میں تاخیر کرنے سے جنسی جرائم میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے معاشرتی اقدار تلپٹ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ حالانکہ اگر ان فرسودہ اور ہندوانہ رسومات کو ترک کر دیا جائے اور مسنون طریقے سے شادی کی جائے تو لڑکی کے باپ پر ایک دھیلے کا بھی خرچ نہیں آتا۔ ہاں لڑکے نے مہر دینا ہے، جو ضروری ہے لیکن وہ موجل بھی ہو سکتا ہے اور غیر موجل بھی ہو سکتا ہے۔ اگر بساط ہو تو ولیمہ کرے۔ اس کے علاوہ کوئی تقریب نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے شادی کو اتنا آسان بنا کے دکھا دیا لیکن ہم ہیں کہ خود اس کو مشکل ترین بنائے ہوئے ہیں۔ الحمد للہ تنظیم اسلامی نے مسنون نکاح کو عام کرنے کے حوالے سے جس آگاہی مہم کا آغاز کیا تھا۔ اس کے اب خاطر خواہ نتائج سامنے آ رہے ہیں۔ جب ہم نئے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں کہ مسنون شادی یہ ہے تو وہ حیران ہو جاتے ہیں کہ کیا واقعی ایسا ہے؟

3۔ جنسی جذبے کو ہیجان اور اشتعال دینے والی چیزوں کی سختی سے روک تھام کرنا۔ مثلاً شراب پی کر جنسی جذبے پر انسان کا کنٹرول ختم ہو جاتا ہے، اسی طرح رقص، موسیقی، منشیات اور انٹرنیٹ کا غلط استعمال وغیرہ یہ سب وہ چیزیں ہیں جو جنسی ہیجان کو بڑھانے والی ہیں۔ ان سب چیزوں کے حوالے سے احتیاط اور سد باب کا معاشرے میں انتظام کیا جائے۔

4۔ مردوں اور عورتوں کے اختلاط کی روک تھام: مخلوط محافل کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے۔ یہاں تک کہ شادی کے موقع پر بھی لڑکی محفل نکاح میں نہیں آئے گی بلکہ دو گواہوں کی موجودگی میں لڑکی کا کوئی قریبی رشتہ دار اُس کی مرضی معلوم کر کے نکاح خواں کو بتائے گا۔ اس لیے کہ اسلام پردے کا قائل ہے۔ لیکن آج کے دور میں شادی کے موقع پر لڑکی اور لڑکے کو دیدار عام کے لیے بٹھا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام میں مردوں اور عورتوں کے اختلاط کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اسی طرح عورتوں کا اصل دائرہ کار گھر کی چار دیواری کے اندر ہے۔ البتہ بوقت ضرورت گھر سے نکل سکتی ہے لیکن وہ بھی شرائط کے ساتھ نکلے۔

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾ (الاحزاب:33) ''اور تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو'' ''اور مت نکلو بن سنور کر پہلے دورِ جاہلیت کی طرح''

پریس ریلیز 16 اکتوبر 2017ء

عقیدہ ختم نبوت پر ضرب لگانا اور بعدازاں پسپائی اختیار کرنا مذہب کے ساتھ سنگین مذاق ہے

حکومت آئین کی دفعہ 295/C کو ختم کر کے اپنے بیرونی آقاؤں کو خوش کرنا چاہتی ہے

امریکہ پاکستان کو عریاں دھمکیاں دینے کے بعد ایک بار پھر چھڑی اور گاجر بیک وقت استعمال کرنے کی پالیسی بنا رہا ہے

حافظ عاکف سعید

عقیدہ ختم نبوت پر ضرب لگانا اور بعدازاں پسپائی اختیار کرنا مذہب کے ساتھ سنگین مذاق ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلم لیگ (ن) کی لڑکھڑاتی ہوئی حکومت کبھی دہشت گردی کے حوالے سے اعترافی بیان دے کر اور کبھی عقیدہ ختم نبوت پر کاری ضرب لگا کر بیرونی آقاؤں کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتی ہے۔ حکمران عالمی طاغوتی قوتوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ ہماری حکومت آپ کے ایجنڈے کی تکمیل چاہتی ہے لیکن حکومت کے مخالفین رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ درحقیقت حکومت آئین کی دفعہ 295/C کو ختم کر کے اپنے بیرونی آقاؤں کو خوش کرنا چاہتی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ملعونہ آسیہ بی بی جو توہین رسالت کا اعتراف کر چکی ہے اُسے بعض یورپی اداروں کی طرف سے انعام دینا ظاہر کرتا ہے کہ یورپ اسلام دشمنی میں تمام اخلاقی اقدار کو پس پشت ڈال چکا ہے۔ امریکی حکومت کی طرف سے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہ وہ پاکستان کے خلاف حتمی کارروائی سے پہلے پاکستان کو ایک اور موقع دیں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ لگتا ہے کہ امریکہ پاکستان کو عریاں دھمکیاں دینے کے بعد ایک بار پھر چھڑی اور گاجر بیک وقت استعمال کرنے کی پالیسی بنا رہا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر مقتدر ادارے امریکہ کی اس چال میں آ کر اُس سے کسی نوعیت کا تعاون کریں گے تو یہ پاکستان کی مکمل تباہی کا باعث بنے گا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

جو اجازت دی گئی ہے تو ضروری کام کے لیے نکل سکتی ہے لیکن بن ٹھن کر نہیں۔ عورت کی زینت صرف اس کے شوہر کے لیے ہو، اس کے سامنے اپنی زینت کا جتنا زیادہ اظہار کر سکتی ہو کرے۔ یہی مطلوب و مقبول ہے۔ لیکن آج اس حوالے سے بھی اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ گھر میں تو بننے ٹھننے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی جاتی لیکن جب باہر نکلے گی تو بن ٹھن کر نکلے گی۔ یعنی اسلامی اقدار کا تقاضا کیا ہے اور ہم کہاں جا رہے ہیں؟ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حقیقی ضرورت کے لیے اللہ نے تمہیں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے لیکن ساتھ ہی کہا گیا کہ جب نکلو تو اپنی چادر کا پلو اپنے چہرے پر ڈال لو اور لباس ڈھیلا ڈھالا ہونا چاہیے، کسی قسم کا بناؤ سنگھار نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں تک کہ امہات المومنینؓ کو تمام مومنوں کی ماؤں کا درجہ اللہ تعالیٰ نے دیا تھا لیکن اس کے باوجود ان کے حوالے سے بھی تاکید کی گئی کہ اے مسلمانو! جب تمہیں ان سے کوئی چیز پوچھنی ہو یا کوئی بات کرنی پڑے تو پردے کی اوٹ سے بات کرو۔

5۔ غیر محرم مرد اور عورت تنہائی میں ملاقات سے گریز کریں۔ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس لیے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ جہاں مرد اور عورت دونوں تنہائی میں ہوں گے تو تیسرا وہاں شیطان ہوگا۔ لہٰذا ایسا کوئی موقع نہیں دیا جانا چاہیے کہ گھر میں یا باہر کوئی غیر محرم مرد اور عورت تنہائی میں ملیں۔

6۔ لباس ساتر ہو۔ ڈھیلا ڈھالا ہو۔ اس کے بارے میں حکم ہے کہ ((المرءۃ عورۃ)) عورت پوری کی پوری چھپانے کے لائق ہے۔ عورت اس کو کہتے ہیں کہ جو اس لائق ہو کہ اس کو چھپایا جائے۔ اکبر الہ آبادی کا یہ شعر قابل غور ہے۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا

جیسا لباس آج کل ہے اس کے بارے میں تو اس وقت سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ جبکہ انہیں صرف چہرہ نظر آ گیا تو ان کی یہ حالت ہوئی۔ اگلا شعر۔

پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

یہ اس وقت کی بات تھی جب مسلمان خاتون گھر سے نکلتی تھی تو نہ صرف یہ کہ پورے برقع میں ملبوس ہوتی تھی بلکہ جس تانگہ میں بیٹھتی تھی اس کے پیچھے اضافی چادر بھی لپیٹ دی جاتی تھی اور پھر وہ سڑک پر نہیں اترتی تھی، بلکہ عین دروازے پر اُترتی تھی کہ کوئی دیکھ ہی نہ سکے۔

عورت کا پورا جسم ستر ہے اس لیے کہ وہ قابل پردہ پوشی ہے۔ محرم (جن کی فہرست سورۃ النساء میں موجود ہے) کے سامنے بھی صرف چہرے کی ٹکیہ، ہاتھ اور پاؤں کھلے ہوں، باقی پورا جسم مستور رہے۔ پھر لباس ڈھیلا ڈھالا ہو۔ حدیث میں ہے کہ بہت سی ایسی عورتیں جو دنیا میں لباس پہنتی ہوں گی، آخرت میں بے لباس ہوں گی۔ کیونکہ لباس تو پہنا ہوگا مگر اتنا چست کہ گویا اعضاء جھلک رہے ہوں۔ جیسے آج کل کا لباس ہے۔ آج کل عورتوں کے لیے جو لباس ڈیزائن کیے جاتے ہیں ان میں کوشش یہ کی جاتی ہے کہ ان کے جسم پر کپڑا تو ہو مگر وہ نسوانی حسن کو چھپا نہ سکے، بلکہ اس کو زیادہ سے زیادہ نمایاں کر سکے اور ایسا بے شرمی اور بے غیرتی والا فیشن آج کل جنگل کی آگ کی طرح پھیلا ہے کہ شیطان بھی دیکھ کر شرما جائے۔ جبکہ ایک مسلمان عورت کا لباس ایسا ہونا چاہیے جو واقعی ساتر ہو، ڈھیلا ڈھالا ہو اور پھر لباس کے ساتھ ساتھ:

﴿وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ ۪﴾ ’’اور چاہیے کہ وہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بُکل مار لیا کریں‘‘ (النور:31)

گھر کے اندر رہتے ہوئے بھی جہاں بھائی ہیں، والد ہے اور محرم ہیں، جوان عورت اپنے سینے کے اوپر چادر کی بکل ڈال دیا کرے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں وہ بھی آہستہ آہستہ کم ہوتے ہوتے دوپٹہ تک آئی اور دوپٹہ بھی رسی کی شکل میں رہ گیا اور اب باہر نکلتے ہوئے بھی اس سے فراغت ہو چکی۔ اب ’’مہذب‘‘ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ عورتیں دوپٹہ سر سے اتار کر پھینک دیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ انہیں شرم بھی محسوس نہیں ہوتی کہ ہم شریف مسلمان گھرانوں کی خواتین ہیں اور اب اتنی ’’مہذب‘‘ ہو گئی ہیں کہ جو دوپٹے کی تہمت تھی اس کو بھی اُتار دیا۔ جس طرح ہم اس شیطانی تہذیب کی طرف دوڑے جا رہے ہیں اس کا انجام بالآخر یہی ہوگا کہ مرد و عورت میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا۔

7۔ غض بصر کا حکم: یہ حکم صرف مردوں کو ہی نہیں عورتوں کو بھی ہے اور یہ حکم گھر کے اندر بھی ہے جہاں اپنے ہی محرم ہیں۔

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰی لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝۳۰﴾ ’’(اے نبی ﷺ!) مومنین سے کہیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔ یقیناً اللہ باخبر ہے اُس سے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔‘‘

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ ’’اور مؤمن عورتوں سے بھی کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں‘‘ (النور:31)

8۔ پھر گھر میں privacy کا لحاظ ہو کہ بغیر اجازت کے کوئی غیر محرم گھر میں داخل نہ ہو۔ لیکن ہمارے ہاں اب لوگ اس بحث میں پڑتے ہی نہیں کہ کون محرم ہے اور کون نامحرم ہے۔ بس جس درجے کا بھی رشتہ دار ہے وہ گویا محرم ہی ہے۔ وہ جب چاہے دروازہ کھول کے گھر میں داخل ہو جائے۔ جبکہ اسلام کی تعلیمات یہ ہیں کہ جب گھر کا داماد بھی آئے تو اسے بھی علیحدہ کمرے میں بٹھایا جائے کیونکہ اسلامی شعائر کی رو سے بیوی اور ساس کے سوا گھر کی ہر نوجوان بچی کا بھی اس سے پردہ ہے۔ اندر مل کے وہ نہیں بیٹھ سکتا۔ لیکن ہمارا مزاج اتنا بگڑا ہوا ہے کہ آج داماد کو ذرا الگ بیٹھک میں بٹھا دیں تو برادری میں بھونچال مچ جائے گا کہ اس قدر توہین؟ قرآن کا حکم تو یہ ہے کہ گھر کے جو بچے جوان ہو جائیں وہ بھی اجازت لے کر گھر میں داخل ہوں۔ دوسری طرف گھر کے اندر کا ماحول ایسا ہو کہ میاں اور بیوی کو پوری پرائیویسی ملے تاکہ پھر وہ دوسرے راستے کی طرف نہ جائیں۔

9۔ اسلامی طرز تعمیر میں علیحدگی کا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ یعنی پہلے مردانہ ہے، اس کے بعد ڈیوڑی ہے، لان ہے اور پھر اس کے بعد زنانہ اور کچن ہے۔ یہ اس لیے تھا تاکہ مرد و زن میں اختلاط نہ ہو سکے۔ لیکن آج مغرب کی اندھی تقلید میں تہذیب کے جس نکتۂ عروج پر ہم پہنچ چکے ہیں وہاں آرکیٹیکٹ سے فرمائش کی جاتی کہ ماڈرن ٹرینڈ کے مطابق گھر کو ڈیزائن کیا جائے۔ لہٰذا پہلے ڈرائنگ روم، اس کے بعد لاؤنج، ان کے درمیان بھی کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ وِن یونٹ بھی ہو اور اسی کے کونے میں کچن بھی ہو تاکہ گھر کی خواتین اور مہمانوں کے درمیان کوئی پردہ نہ رہے۔ یہ اس شیطانی تہذیب کا نکتۂ عروج ہے۔ ایک طبقہ ایسا ہے جو ارادی طور پر یہ سب کر رہا ہے لیکن باقی سب ’’چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی‘‘۔ بلا سوچے سمجھے شیطانی ایجنڈے کو پورا کر رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ معاشرتی تباہی کی صورت میں نکلتا ہے۔

چنانچہ ’’زنا کے قریب بھی مت جاؤ‘‘ اس قرآنی حکم پر عمل درآمد اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ہم اسلامی معاشرتی اقدار کو اپنائیں گے اور وہ سب اقدامات، احتیاطیں اور تدابیر اختیار کریں گے جن کی اسلام تلقین کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

پاکستانی وزیرخارجہ اور بھارتی زبان!!!

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید

ہمارے وزیر خارجہ خواجہ آصف نے امریکہ میں جوگل افشانیاں فرمائی ہیں، وہ محل نظر ہیں اور افسوسناک ہیں۔ان کا یہ کہنا کہ حقانی خاندان اور حافظ سعید صاحب پاکستان پر بوجھ ہیں۔ وہاں وہ گویا بھارت کی زبان بول رہے تھے۔خود ان کا یہ کہنا کہ We must do more جبکہ امریکہ کی طرف سے مسلسل ایک دباؤ موجود ہے جبکہ پاکستان کا موقف یہ ہے کہ ہم نے امریکہ کے لئے بہت کچھ کیا ہے، گویا انہوں نے اپنے ہی موقف کی تردید کی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ میں امریکہ کے اتنے فوجی ہلاک نہیں ہوئے جتنے ہمارے جوان شہید ہوئے۔مزید برآں ہمارے سویلینز بھی ہزاروں کی تعداد میں شہید ہوئے ہیں۔دونوں میں کوئی نسبت و تناسب نہیں۔یہ سب کچھ امریکہ کے ساتھ ان کے فرنٹ لائن الائی بن کر تعاون کا نتیجہ ہے۔لیکن ہمیں تو پہلے دن ہی سے پتہ تھا کہ اس کے باوجود جوتے تو ہمیں ہی پڑنے تھے۔یہی ہمارا نصیب ہے۔تنظیم اسلامی کا اس جنگ کے آغاز سے ہی یہ موقف رہا ہے۔اب ہمارے وزیر خارجہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ ہمیں ڈو مور کرنا ہے، جبکہ فوج کا موقف یہ ہے کہ ہم ڈو مور کر چکے ہیں اور اب دنیا کی ڈو مور کرنے کی باری ہے۔ دیار غیر میں بیٹھ کر حکومت اور فوج کے موقف کے درمیان اختلافی موقف چھیڑنا ملکی سلامتی کے حوالے سے بہت خطرناک ہے۔انہیں یہ سوچنا چاہئے کہ ان کی تقریر کس کے مفاد میں جاتی ہے۔سب سے زیادہ تعجب خیز اور افسوسناک بیان ان کا یہ تھا کہ ہندوستانی اور پاکستانی ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔جیسے پچھلے دنوں نواز شریف صاحب نے کہا تھا کہ ہندو اور ہم ایک ہی ہیں، ہمارا کلچر بھی ایک ہے، وہی بات گویا ایک دوسرے انداز میں دوہرا دی گئی ہے۔خواجہ صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ نواز شریف کو حکومت سے اس لئے نکالا گیا کہ وہ بھارت سے دوستی کے خواہش مند تھے۔ایک انٹرنیشنل فورم پر اس قسم کی باتیں ناقابل فہم ہیں۔ ان کی ذاتی رائے ہوسکتی ہے۔ اپنے گندے کپڑے دیار غیر میں جا کر دھونا انتہائی افسوسناک ہے۔ان ساری باتوں کا اصل مقصد امریکہ کو خوش کرنا تھا یعنی یہ کہ یہ ہم ہیں جو آپ کے ایجنڈے کو بڑھا سکتے ہیں۔ان کو یہ پیغام دیا گیا ہے۔ایمانی اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ انتہائی شرمناک بات ہے۔میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ پرویز مشرف کے دور میں ہم امریکہ کی گڈ بک میں تھے۔یہ مسئلہ صرف سویلینز کا نہیں ہے۔اس حمام میں سارے ہی ننگے ہیں۔امریکہ کی خوشنودی کی خاطر اس کی ناحق جنگ میں ہم نے بھرپور کردار ادا کیا۔ جبکہ بتانے والے یہ کہہ رہے تھے کہ یہ اس ملک کے لئے ہی نہیں اسلام کے لئے بھی انتہائی غلط اور مہلک ہے۔ ان کی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی گئی۔ آج امریکہ کو خوش کرنے کے لیے یہ باتیں ہورہی ہیں۔ پرویز مشرف نے بھی امریکہ کو خوش کرنے کے لیے سب کچھ اس کے حوالے کر دیا تھا۔کوئی فرق نہیں۔ایک ہی کردار ادا کیا گیا اور کیا جارہا ہے۔پرویز مشرف نے ملک کو بدترین سیکولرازم کی طرف دھکیلا ہے۔ اس ملک میں اس وقت جو سیکولرازم کا سیلاب برپا ہے اس کو پروموٹ کرنے والا وہی شخص ہے۔اپنے ہمسایہ اسلامی ملک کو تباہ و برباد کرنے میں ہم نے جو کردار ادا کیا ہے، آج سویلین حکومت بھی وہی کردار ادا کر رہی ہے۔نوعیت کا کوئی فرق کم از کم مجھے تو نظر نہیں آتا۔ حاصل کلام یہ کہ ہماری حکومت خواہ وہ فوجی ہو یا سویلین سب کی اولین ترجیح واشنگٹن کو خوش کرنے کی رہی ہے، خواہ اللہ سے کھلی بغاوت کا اعلان کرنا پڑے۔جبکہ اسلام کے نام پر بننے والی ریاست کی بقا اور اس کا استحکام اسلام پر ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اپنی اس پالیسی کے نتیجے میں ہمیں مختلف عذابوں کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے، لیکن ہم نے اس سے ابھی تک سبق نہیں سیکھا۔راستہ وہی کہ ؎

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

پورے طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے بچھ جائیں اور اس کے وفادار بن جائیں تب ہی ہمارے مسئلے حل ہوسکتے ہیں۔پاکستان کے لیے نجات کا کوئی دوسرا راستہ ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی راستے پر بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین!

روشن کرنیں

بڑوں کی بڑی باتیں

محب الرحمٰن خٹک

قبولیت نماز کی علامت

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

’’اگر ایک حاضری میں بادشاہ ناراض ہو جائے تو کیا دوسری بار وہ دربار میں گھسنے دے گا؟ ہرگز نہیں۔پس جب تم ایک مرتبہ نماز کے لیے مسجد میں گئے۔اس کے بعد پھر توفیق ہوئی تو سمجھ لو کہ پہلی نماز قبول ہوگئی اور تم مقبول ہو۔‘‘

ہر عضو کی توبہ

حضرت مولانا مسیح اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’ہر عضو کی توبہ ہے۔دل کی توبہ یہ ہے کہ حرام کے چھوڑنے کا قصد اور نیت کرنا۔آنکھ کی توبہ یہ ہے کہ حرام کی ہوئی چیزوں کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھنا۔کان کی توبہ یہ ہے کہ بے ہودہ باتوں کا نہ سننا۔ ہاتھ کی توبہ یہ ہے کہ منع کی ہوئی چیزوں کی طرف ہاتھ نہ بڑھانا۔ پاؤں کی توبہ یہ ہے کہ منع کردہ چیزوں کی طرف نہ چلنا۔ پیٹ کی توبہ یہ ہے کہ حرام چیزوں کا نہ کھانا، ان سے دور رہنا۔شرم گاہ کی توبہ یہ ہے کہ فحش کام زنا و بدکاری سے دور رہنا۔‘‘

ہمت کی قدر

ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہمت کا سرمایہ کسی کے پاس موجود ہے۔تو اس کا جائز استعمال ہونا چاہیے، ناجائز استعمال نہ ہونا چاہیے۔ہمت اچھی چیز ہے مگر جب حدود کے اندر ہو۔’’ہمت مرداں مدد خدا‘‘ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمت عطا کی ہے تو اس کو اللہ کی خوشنودی والے کاموں میں صرف کریں۔ اللہ کی اس نعمت کو اللہ کی نافرمانی والے کاموں میں خرچ نہ کریں۔

وقت کو غنیمت جانو

حضرت حاجی محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’زندگی کا ایک ایک سانس بے بہا گوہر ہے۔ انسان اس زندگی میں اگر ایک دفعہ بھی ’’سبحان اللہ‘‘ کہہ لے تو جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔ لیکن مرنے کے بعد اگر ہزار دفعہ بھی ’’سبحان اللہ‘‘ کہتا رہے تو کوئی درجہ نہیں ملے گا۔ جنت میں درجات کی ترقی اس دنیا میں ہی ہوتی ہے۔ یہ دارالعمل ہے۔ یہاں پر اعمال کی قیمت پڑتی ہے۔ آخرت دارالجزاء ہے۔ وہاں انسان کو عملوں کی جزا دی جائے گی۔

☆☆☆

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ 4

14 | با تو میگویم ز ایامِ عرب | تا بدانی پختہ و خامِ عرب |
|---|---|

میں تمھیں عرب کی تاریخ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کی کچھ باتیں بتاتا ہوں تاکہ تم (کردار کے لحاظ سے) پختہ اور خام عربوں سے آگاہ ہو جاؤ

15 | ریز ریز از ضربِ او لات و منات | در جہات آزاد از بندِ جہات |
|---|---|

انھوں نے 'لَا' کا سبق یاد کیا اور ایسی ضرب لگائی کہ لات و منات ریزہ ریزہ ہوگئے اور وہ خود (مادی) دنیا میں رہتے ہوئے (مادی) علائق دنیا سے آزاد ہوگئے

16 | ہر قبائے کہنہ چاک از دست او | قیصر و کسریٰ ہلاک از دست او |
|---|---|

ان کے ہاتھوں سے ہر پرانی قبا (رسم و رواج و شرک) کی دھجیاں اُڑگئیں قیصر و کسریٰ بھی ان کے ہاتھوں سے ہلاکت (دنیوی و اُخری) کے انجام کو پہنچ گئے

17 | گاہ دشت از برق و بارانش بدرد | گاہ بحر از زور طوفانش بدرد |
|---|---|

(وہ 'لَا' کے جذبے سے سرشار ہوئے تو) کبھی جنگل اُن کے برق و باراں سے لرز گئے اور سمندروں میں پہنچے تو ان کا سیل رواں سمندروں کو بھی درہم برہم کر گیا۔

18 | عالمے در آتش او مثل خس | ایں ہنگامہ لَا بود و بس |
|---|---|

ان کے جذبوں کی آگ میں پوری ابلیسی دنیا ایک تنکے کی مانند بے بس نظر آئی درحقیقت یہ سب کچھ 'لَا' کا ہنگامہ تھا صرف اور صرف۔

14۔ اے مسلمانو! میں تمھیں یہ نکتہ سمجھانے کے لیے تمھاری ہی تاریخ سے دورِ نبوت (مکی اور مدنی دور) کی مثال دیتا ہوں کہ کس طرح ایک قلیل مگر نظریاتی طور پر پختہ اور COMMITTED جماعت اہل عرب کے رؤساء و سرداران و مجاورانِ حرم و تاجرانِ قریش پر غالب آجاتی ہے اور اسی مکہ سے (جہاں علم و ہنر کا کوئی رواج نہ تھا، نہ بادشاہت نہ سپاہ نہ تاج و سریر) سے اُٹھ کر اہل ایمان کی قلیل جماعت صدیوں پرانی عالمی بادشاہتوں کے ایوانوں پر لرزہ طاری کردیتی ہے۔

15۔ مردانِ حق کی اس بے وسائل جماعت (مگر حرفِ 'لا' و حرفِ 'اِلا' کی دولت سے مالا مال) سے نہ صرف عرب میں پھیلے مشرکین ختم ہو جاتے ہیں، تائب ہو جاتے ہیں یا ہجرت کر جاتے ہیں بلکہ ان مشرکین کے نام نہاد معبودانِ باطل بھی ریزہ ریزہ کردیے جاتے ہیں اور مردانِ حق کو کوئی شدید نوعیت کی مزاحمت پیش نہیں آتی اور یوں پہلے عرب کا انسانی معاشرہ اس مشرکانہ استحصالی ابلیسی باطل نظام کے نارواجبر(کے بندھنوں) کے ضابطوں سے آزاد ہو جاتا ہے بعدازاں یہ نظریاتی برتری علاقائی فتح سے اوپر اٹھ کر بین البراعظمی نظریاتی بالادستی کا روپ دھار لیتی ہے۔

16۔ حرفِ 'لا' کی ضربیں لگانے میں عظیم سلطنتوں میں بھی ایسی عوامی بیداری پیدا ہوجاتی ہے کہ فرعونی وابلیسی رسم و رواج اور حیوانی طرز حیات کی دھجیاں بکھر جاتی ہیں اور قیصر و کسریٰ جیسے مقتدر اور 'اَنَـا وَ لَا غَیْرِیْ' کا نعرہ بلند کرنے والے لوگ ان مردانِ حق کے ہاتھوں اپنے انجام بد کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور اس کارخانۂ قدرت میں آسمانی بادشاہت کے خلاف لڑنے والے ہر فرد و قوم و ملک کا یہی انجام مقدر ہے۔

17۔ حرفِ 'لا' کا نعرہ ایک نظریاتی نعرہ ہے اور نظریہ کے لئے جغرافیائی حدود اور ملکوں کی سرحدیں اور پہرے اور بارشیں اور طوفان کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ غیر اللہ کی نفی کے جذبے سے سرشار لوگ جہاں پہنچے وہیں غالب آگئے جنگلوں اور بیابانوں میں گئے تو وہ ان کے برقِ باراں (بے لاگ انصاف اور کفالت عامہ کی بارش کی طرح رحمت عام) سے لرز اُٹھے اور سمندروں میں پہنچے تو ان مردانِ حق کا سیل رواں کہیں رُک نہ سکا۔

18۔ جذبہ 'لا' کی آگ اور غیر اللہ کو بھسم کردینے کی صلاحیت کا ادنیٰ اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ تمام عالم انسانی اور روئے ارضی کے تمام وسائل بھی اس کے سامنے خس و خاشاک ثابت ہوئے ہیں۔ جب حرفِ 'لا' کے نتیجے میں ماحول میں اکھاڑ پچھاڑ کا عمل پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے تو عام انسان بھی محسوس کرتا ہے کہ باطل کی اٹھان اور نمود و نمائش ایک سراب اور جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری تھی جسے حرفِ 'لا' کی ایک آنچ نے بے وقعت کر کے رکھ دیا ہے۔

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو، وہ قیصری کیا ہے!
اسی خطا سے عتابِ ملوک ہے مجھ پر
کہ جانتا ہوں مآلِ سکندری کیا ہے

ہمارا موقف یہ ہے کہ پاکستان کو سوائے احتجاجی تحریک کے اسلامی فلاحی ریاست نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ نظام کو بدلے بغیر ایسا ممکن نہیں اور نظام کو انتخابی سیاست کے ذریعے کبھی بدلا نہیں جا سکتا: ایوب بیگ مرزا

پاکستان تحریک کے ذریعے بنا تھا اور تحریک کے ذریعے ہی اس میں انقلاب آئے گا، اگر جمہوریت کے راستے پر چلتے تو آج ہندوؤں کے غلام ہوتے۔ اب بھی اگر وہی نظام چلانا ہے جو انڈیا میں چل رہا ہے تو پھر پاکستان کی وجہ جواز باقی نہیں رہتی: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

انتخابی سیاست یا تحریک: انقلاب کیسے ممکن؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: ہمارے پچھلے پروگرام میں آپ نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اسٹیبلشمنٹ کو نواز شریف نے زیادہ مضبوط کیا۔ اس پر ہمارے کچھ ناظرین نے اپنے اشکالات و تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ اس حوالے سے آپ کیا وضاحت فرمائیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: پہلی بات یہ ہے کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ نواز شریف نے ہی اسٹیبلشمنٹ کو مضبوط کیا بلکہ میں نے کہا تھا کہ جن لوگوں نے اسٹیبلشمنٹ کو مضبوط کیا ہے ان میں نواز شریف کا کلیدی رول ہے۔ اسی طرح میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسٹیبلشمنٹ کی سیاست میں مداخلت نواز شریف کے سیاست میں آنے سے پہلے بھی تھی لیکن نواز شریف نے اس مداخلت کو بہت زیادہ بڑھا دیا۔ پہلی بات یہ نوٹ کرلیں کہ دنیا میں سیاسی اور عسکری لحاظ سے مضبوط ممالک جو دنیا پر اثر انداز ہونے والے ہیں، ان سب میں اسٹیبلشمنٹ کا رول ہوتا ہے۔ امریکہ میں پینٹا گون ہمیشہ وائٹ ہاؤس پر اثر انداز ہوتا رہا اور بعض اقدامات پر پینٹا گون نے وائٹ ہاؤس کو مجبور کر دیا۔ اسی طرح ہمارے ہمسایہ ملک بھارت میں بھی اسٹیبلشمنٹ بہت مضبوط ہے۔ ایک دفعہ انڈیا کی کانگریس حکومت نے سیاچن کے حوالے سے پاکستان کے ساتھ ایک معاہدہ کیا، لیکن انڈین اسٹیبلشمنٹ نے اس پر دستخط نہیں ہونے دیے۔ میری اس بات کی تصدیق انڈیا کے سابق آرمی چیف جے جے سنگھ نے ایک دو روز پہلے کی ہے جو اخبارات میں بھی آگئی ہے کہ حکومت نے فیصلہ کر دیا تھا لیکن آرمی نے حکومت کو روک دیا۔ چنانچہ حکومت میں اسٹیبلشمنٹ کا رول ساری دنیا میں ہوتا ہے البتہ پاکستان میں اسٹیبلشمنٹ کا رول دنیا کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ یہاں تو چار مارشل لاء بھی لگ گئے۔ میں نے جو کہا کہ نواز شریف نے اسٹیبلشمنٹ کو مضبوط کیا تو میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ جب نواز شریف نے سیاست میں قدم رکھا تو وہ پہلے تحریک استقلال کے کارکن تھے۔ پھر جب جنرل ضیاء الحق کا مارشل لاء لگ گیا تو 1982ء میں نواز شریف نے تحریک استقلال کو خیر باد کہا اور جنرل جیلانی کے کہنے پر پنجاب کے وزیر خزانہ لگ گئے۔ اسٹیبلشمنٹ کو مضبوط کرنے کا یہ ان کا پہلا قدم تھا۔ حالانکہ وہ اصغر خان کے ایک سیاسی کارکن تھے، اگر وہ سیاسی طور پر آگے بڑھتے تو اسٹیبلشمنٹ

مرتب: محمد رفیق چودھری

مضبوط نہ ہوتی۔ پھر جب ضیاء الحق نے جونیجو کو وزیر اعظم کے عہدے سے فارغ کیا تو نواز شریف نے جونیجو کا ساتھ دینے کی بجائے ضیاء الحق کا ساتھ دیا جس سے اسٹیبلشمنٹ مضبوط ہوئی۔ اس کے بعد ضیاء الحق ہی کے دور میں ISI کے چیف حمید گل نے جب اسلامی جمہوری اتحاد (IJI) بنایا تو پہلے اس کے سربراہ مولانا سمیع الحق بنے۔ اس زمانے میں نواز شریف کے مولانا سمیع الحق سے بہت زیادہ اچھے تعلقات تھے لہٰذا انہوں نے مولانا سے درخواست کی کہ آپ صدارت سے دستبردار ہو جائیں جس پر مولانا سمیع الحق عہدے سے ہٹ گئے اور نواز شریف صدر بن گئے جس سے اسٹیبلشمنٹ کے پنجے مزید گڑھ گئے۔ پھر جب بے نظیر وزیر اعظم بنیں اور نواز شریف پنجاب کے وزیر اعلیٰ بنے تو ان دونوں کے درمیان دراڑ اتنی شدید ہوگئی کہ یہ باتیں مشہور ہوگئیں کہ اگر بے نظیر لاہور آگئیں تو انہیں گرفتار کرلیا جائے گا۔ لہٰذا وہ اپنے دور حکومت میں کافی عرصہ تک لاہور کا دورہ ہی نہیں کرسکیں کیونکہ بے نظیر اسٹیبلشمنٹ کی پسندیدہ نہیں تھیں لہٰذا اس سے بھی اسٹیبلشمنٹ مضبوط ہوئی۔ پھر اسٹیبلشمنٹ ہی کی مدد سے نواز شریف بے نظیر کو ہٹانے میں کامیاب ہوگئے۔ اسی طرح پیپلز پارٹی کے گزشتہ دور حکومت میں میموگیٹ اسکینڈل سامنے آیا جو اسٹیبلشمنٹ کا پیدا کردہ تھا تو نواز شریف سیاسی وزیر اعظم کا ساتھ دینے کی بجائے کالا کوٹ پہن کر سپریم کورٹ پہنچ گئے، یعنی انہوں نے اسٹیبلشمنٹ کا ساتھ دیا اور اس کو تقویت پہنچائی۔ پھر جب مشرف نے مارشل لاء لگایا تو انہوں ایک سیاسی قیدی کی طرح قید نہیں کاٹی بلکہ اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ NRO کر لیا۔ بعد میں منکر بھی ہوگئے کہ میں نے کوئی معاہدہ نہیں کیا جبکہ حکومت کہتی کہ معاہدہ کیا ہے۔ لیکن جب سعودی حکومت نے باقاعدہ ثبوت جاری کر دیا تو پھر مان بھی گئے۔ اگر وہ سیاسی قیدی بنتے اور اصولی موقف پر ڈٹے رہتے تو اسٹیبلشمنٹ کمزور ہوتی لیکن انہوں نے اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ این آر او کرکے اس کو اور زیادہ مضبوط کیا۔ ظاہر ہے پھر اسٹیبلشمنٹ ایک ایسا طاقتور شیر بن گیا جس کا مقابلہ کرنا مشکل ہوگیا۔ اس ضمن میں ایک بات یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اس سارے قصور میں نواز شریف ایک طرف ہے جبکہ دوسری طرف قصور ان کا بھی بہت بڑا ہے جو مضبوط ہوئے۔ کیونکہ جس طرح غلط کام کے لیے رشوت دینا غلط ہے اسی طرح رشوت لینا بھی غلط ہے۔ نواز شریف نے یہ سارے غلط کام کر کے اسٹیبلشمنٹ کو مضبوط کیا اور اسٹیبلشمنٹ نے اس سے فائدہ اُٹھا کر غلطی کی۔ میں ان کو اس جرم میں برابر کا نہ سہی لیکن باقاعدہ شریک ضرور سمجھتا ہوں۔ یہ ان کا بہت بڑا جرم ہے کہ انہوں نے اپنے حلف کے خلاف کام کیا لیکن زیادہ قصور سیاستدانوں، بالخصوص نواز شریف کا ہے جس نے اپنی 35 سالہ سیاسی زندگی میں اسٹیبلشمنٹ کو بہت مضبوط کیا۔ ظاہر ہے جب آپ شیر کو کھلا پلا کر توانا کریں گے تو جب وہ بھوکا ہوگا تو وہ آپ کو ہی چیر پھاڑ دے گا۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ اسٹیبلشمنٹ کو مضبوط کرنے میں جتنا کردار نواز شریف نے ادا کیا' باقی سیاست دانوں نے اتنا نہیں کیا۔ آج اسی اسٹیبلشمنٹ کے بارے میں نواز شریف

چیخ و پکار کر رہے ہیں۔لیکن ''خود کردہ را علاج نیست''

سوال: نواز شریف تین دفعہ وزیراعظم بنے۔ان کے تینوں ادوار کی مدت نو دس سال بنتی ہے۔ستر سال میں اسٹیبلشمنٹ کے پاس آدھے سے زیادہ عرصہ بالفعل اقتدار رہا ہے۔کیا پھر بھی نواز شریف اتنے ہی مجرم ہیں جتنا ایوب بیگ صاحب فرما رہے ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: بنیادی طور پر فوج بھی ریاست کا ایک ادارہ ہے جو ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے قائم کیا جاتا ہے اور حکومت کا کام ریاست کا نظام چلانا ہوتا ہے۔ایک حسین توازن اُس وقت قائم ہوتا ہے جب سول حکومت اور عسکری قیادت کے درمیان بہترین انڈرسٹینڈنگ ہو۔پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔لہٰذا ہونا یہ چاہیے تھا کہ پہلے ہم اس نظریہ کو قائم کرتے۔یعنی یہ ملک اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا یہاں پر اسلام قائم ہوتا تو پھر تمام ریاستی ادارے بھی اس کے تابع ہو جاتے۔لیکن بدقسمتی سے پاکستان کے قائم ہوتے ہی اس کا نظام انگریزوں کے مراعات یافتہ جاگیرداروں، وڈیروں اور سرمایہ داروں کے پاس چلا گیا۔جس کی وجہ سے یہاں شروع سے ہی کوئی stable گورنمنٹ بنی ہی نہیں۔یہاں پر بار بار وزیراعظم تبدیل ہوتے رہے۔نہرو نے کہا تھا کہ میں اتنے لباس تبدیل نہیں کرتا جتنے پاکستان میں وزیراعظم بدلے جاتے ہیں۔بہرحال اس کے نتیجے میں حکومتی سیاسی ادارہ کمزور ہوا اور اسٹیبلشمنٹ کو دخل اندازی کا موقع مل گیا۔جس کی وجہ سے یہاں اسٹیبلشمنٹ کا رول شروع سے ہی بڑھ گیا تھا۔ہر ادارے کی کچھ اخلاقی بنیادیں ہوتی ہیں۔فورس تب آتی ہے جب اخلاق کمزور پڑ جاتا ہے۔سیاست دانوں نے یہاں پر سول حکومت کو ایک مضبوط ادارہ بنانے کی کوشش نہیں کی۔فوج چونکہ ایک منظم ادارہ ہے اور اس میں ایک یونیٹی آف کمانڈ ہے۔جب بھی یہاں پر کوئی وزیراعظم بنا اس نے اپنا آرمی چیف بنانے کی کوشش کی لیکن کیا وجہ ہے کہ معاملہ بن نہیں سکا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ریاست کی حکومت اخلاقی بنیادوں پر قائم نہ ہو اور عوام اس کی پشت پر نہ ہوں تو پھر مضبوط اور منظم ادارے کا عمل دخل بڑھ جاتا ہے۔بیگ صاحب کی بات بالکل درست ہے کہ نواز شریف اسٹیبلشمنٹ کی پیداوار ہیں۔اسٹیبلشمنٹ اس آدمی کو سامنے لے کر آئے گی جو اس کی بات مانے گا۔اس وجہ سے پچھلے تیس سالوں میں ہماری سیاست میں اسٹیبلشمنٹ کا اثر و نفوذ بڑھا ہے حالانکہ فوج کا کام سرحدوں کی حفاظت ہوتا ہے۔مضبوط جمہوری ممالک میں بڑے بڑے واقعات بھی ہو جائیں تو فوج کو نہیں بلایا جاتا لیکن ہمارے ہاں فوج کو دوسرے اداروں میں بھی انوالو کر لیا جاتا ہے۔ہماری سول حکومتیں دوسرے اداروں کو چلانے کے لیے بھی فوجیوں کو ذمہ داری دیتی ہیں جس سے ایسی صورتحال پیدا ہوتی ہے۔

ایوب بیگ مرزا: ہمارے ہاں تو یہ بھی ہوا کہ اداروں کے سربراہ کریمنل لوگ لگا دیے گئے جن پر مقدمات تھے۔ایک منشیات اسمگلر موقع پر پکڑا گیا، اس کو وقت کے صدر نے بچایا اور وہ اس وقت بھی پاکستان کے ایک آئینی عہدے پر ہے۔اگلے ہفتے ریٹائر ہو جائے گا۔یہ ہماری سول حکومت کے کام ہیں۔اسی طرح ہم نے پی آئی اے کا چیف ایک ایسے آدمی کو بنا دیا جس پر مقدمہ چل رہا تھا۔حجازی صاحب جن پر پانامہ کے حوالے سے الزام لگا اور ان پر مقدمہ چل رہا ہے لیکن وہ ایس ای سی پی کے چیئرمین ہیں۔نیشنل بنک کے موجودہ صدر پر مقدمات ہیں۔جو ہر قانون کو توڑ کر حکومت کی مانے' اس کو بڑے سے بڑے عہدے پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ہم فوجی حکومت کے خلاف ہیں لیکن سولِ حکومت اپنا قبلہ تو سیدھا کرے۔

> عملی سیاست سے مراد ہے لوگوں کی نظریاتی ذہن سازی تعلیم و تربیت اور دعوت کے ذریعے کرنا اور پھر ایک وقت میں منظم تحریک کے ذریعے مخالف قوتوں کو زیر کرتے ہوئے نفاذ اسلام کے ہدف کو حاصل کرنا

سوال: پچھلے پروگرام میں آپ نے کہا تھا کہ دینی جماعتوں (ملی مسلم لیگ و تحریک لبیک یارسول اللہ) کے امیدوار آزاد امیدوار کے طور پر الیکشن لڑے۔ہمارے ناظرین نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ آپ کو دینی جماعتوں کے ووٹ ہضم کیوں نہیں ہو رہے۔آپ نے ان جماعتوں کے نام کیوں نہیں لیے اور انہیں آزاد امیدوار کیوں کہا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: میں نے ان کی صحیح پوزیشن بتائی تھی کہ وہ بطور آزاد اُمیدوار کھڑے ہوئے تھے۔یہ درست ہے کہ انہوں نے اپنی الیکشن مہم اپنی پارٹیوں کے پلیٹ فارم سے چلائی، ان دینی جماعتوں نے اپنے نامزد اُمیدواروں کے پوسٹرز بھی لگائے تھے لیکن الیکشن کمیشن نے ان کو ان جماعتوں کے امیدوار کی حیثیت سے قبول نہیں کیا اور ان کو کہا کہ آپ آزاد امیدوار کے طور پر الیکشن لڑیں گے۔چونکہ ملی مسلم لیگ ابھی ابھی قائم ہوئی تھی لہٰذا ان کے کچھ مسائل تھے اس وجہ سے الیکشن کمیشن نے ابھی انہیں رجسٹر نہیں کیا۔اسی طرح کا معاملہ تحریک لبیک یارسول اللہ کا بھی تھا اور بیلٹ پیپر پر ان کے نام بطور آزاد امیدوار چھاپے گئے تھے۔

سوال: اسی طرح ہمارے ناظرین کی طرف سے یہ اعتراض بھی آیا ہے کہ دین کا کامل نفاذ صرف سیاسی قوت حاصل کر کے ہی کیا جاسکتا ہے۔ہم جب تک سیاسی قوت حاصل نہیں کریں گے تو دین کیسے نافذ ہوگا؟ اس کے بغیر تبلیغی جماعت، جماعۃ الدعوۃ اور تنظیم اسلامی کی کارکردگی کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان کے حوالے سے تنظیم اسلامی اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ یہاں انتخابات کے ذریعے اسلام کا نفاذ ممکن نہیں ہے۔کیونکہ یہاں جاگیرداری نظام اب تک ختم نہیں کیا گیا اور ہمارے دیہاتوں کے ووٹ اپنے ہی جاگیردار کو پڑتے ہیں، دوسروں کو پڑنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ اگر فرض کیجیے انتخابات کے ذریعے دینی جماعتیں برسر اقتدار آ بھی جاتی ہیں تو تب بھی وہ پاکستان میں اسلام کو نافذ نہیں کر سکتیں۔اس لیے کہ جمہوریت میں صرف مقننہ نہیں ہوتی، عدلیہ کی اپنی طاقت ہوتی ہے، فوج کی اپنی طاقت ہے۔یہاں کوئی مطلق العنان بادشاہت کا سسٹم نہیں ہے کہ ایک ہی فرد قانون سازی بھی کرے گا اور فوج اور عدلیہ کو بھی وہی چلائے گا۔یہاں جمہوریت ہے اور جمہوریت میں طاقت تقسیم ہوتی ہے۔مقننہ قوانین بناتی ہے، عدلیہ اس کی تشریح کرتی ہے، انتظامیہ اس کا نفاذ کرتی ہے۔آپ اگر قومی اسمبلی کی تمام سیٹیں جیت بھی لیں گے تو اس سے عدلیہ تو نہیں بدلے گی اور جسے آپ پس پردہ قوت کہتے ہیں یعنی اسٹیبلشمنٹ وہ اگر نہیں بدلے گی تو آپ کامیاب نہیں ہوں گے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: جمہوریت صرف ایک طرز حکومت ہے، اس کے پیچھے اصل نظام سرمایہ دارانہ نظام ہے۔لہٰذا جمہوریت سے آپ سسٹم کو نہیں بدل سکتے۔کچھ سیاسی پارٹیاں ہوتی ہیں جو اپنے منشور کے تحت اپنا انتظام چلاتی ہیں۔جہاں تک جمہوریت کے ذریعے اسلام نافذ کرنے کی بات ہے اس کے لیے الجزائر کی مثال کافی ہے کہ وہاں پر اسلامی جماعت نے بڑی اکثریت سے سیٹیں جیت لیں لیکن انھیں حکومت قائم ہی نہیں کرنے دی گئی۔اگر بفرض محال آپ اکثریت حاصل کر بھی لیں تو آپ محض قانون سازی کر سکیں گے مگر اس کو نافذ کون کرے گا؟ لہٰذا تنظیم اسلامی کا موقف یہ ہے کہ تبدیلی صرف ایک تحریک کے نتیجے میں آئے گی۔جب آپ تحریک چلاتے ہیں تو پہلے اس کے لیے لوگوں میں آگاہی مہم چلاتے ہیں۔لوگوں کو پتا چلتا ہے کہ کیا پروگرام دیا جا رہا ہے، کس مقصد کے لیے تحریک چلائی جارہی ہے۔یعنی لوگوں کو بھی ذہنی طور پر تیار کیا جاتا ہے۔لہٰذا تحریک کے نتیجے میں وقت کی حکومت پر ایک دباؤ پڑتا ہے جس سے وہ مطالبہ ماننے پر مجبور ہو جاتی ہے۔اس ملک میں اینٹی قادیانی موومنٹ اور

ناموس رسالت کی تحریک اس کی بڑی واضح مثالیں ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: تحریک کے نتیجے میں مخالف قوتوں کو کچل کر اقتدار میں آیا جاتا ہے جب کہ انتخابات کے نتیجے میں مخالف قوتوں کے ساتھ مل کر اقتدار میں آیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مصر میں اخوان نے انتخابات جیت لیے اور حکومت قائم کر لی لیکن وہاں چونکہ اسٹیبلشمنٹ نہیں بدلی تھی لہٰذا اس نے اخوان کو اسلام نافذ کرنے نہیں دیا۔ اگر وہاں تحریک چلتی تو ظاہر ہے اسٹیبلشمنٹ اس کا راستہ روکتی اور تحریک اس رکاوٹ کو ہٹاتے ہوئے حکومت میں آتی تو پھر یقیناً حقیقی انقلاب آتا۔ جب تک آپ مخالف قوتوں کو کچل نہیں دیں گے اس وقت تک آپ نئے سرے سے کوئی نظام نافذ نہیں کر سکیں گے۔ لہٰذا ہماری دینی جماعتیں مصر کی مثال سے سبق کیوں نہیں حاصل کرتیں کہ اگر آپ اسمبلی میں اکثریت میں آ بھی جائیں گے تب بھی مخالف قوتوں کے مراکز قائم رہیں گے اور چند دنوں میں وہ آپ کی چھٹی کروا دیں گے۔ بالکل اسی طرح جب ایم ایم اے نے خیبر پختونخوا میں حکومت قائم کی تو چار سال تو وہ کوئی کام ہی نہیں کر سکے۔ ساڑھے چار سال بعد جب الیکشن میں چھ ماہ رہ گئے تو وہ حسبہ بل لائے لیکن عدلیہ نے اُسے اُٹھا کر باہر پھینک دیا۔ کیوں؟ آپ کے پاس صرف مقننہ تھی۔ لہٰذا جب تک آپ قوت کے مراکز سے مقابلہ کر کے اور ان کو کچل کر کامیاب نہیں ہوں گے تب تک آپ کوئی تبدیلی لا سکتے ہی نہیں۔ انتخابات میں حصہ لینے سے ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ فرقہ واریت بڑھتی ہے۔ جب تک جمعیت علماء اسلام اپنے اسلام کو جماعت اسلامی سے الگ نہیں کرے گی تو وہ ووٹ کیسے حاصل کرے گی۔ جب عوام نتائج دیکھتے ہیں کہ ن لیگ نے ایک لاکھ سے زائد ووٹ حاصل کیے۔ پی ٹی آئی کو 70 ہزار سے زائد ووٹ ملے اور جماعتِ اسلامی کو 282 ووٹ ملے تو ایسی صورت میں اسلامی جماعتوں کی پوزیشن مزید گر جاتی ہے۔ الیکشن میں حصہ لینے سے اسلامی جماعتوں کی سٹریٹ پاور میں بہت کمی آئی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ جماعت اسلامی کی سٹریٹ پاور سے پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ ڈرتی تھی لیکن اب کیا حال ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ الیکشن کے نتائج دیکھ کر لوگوں نے ان کو مسترد کر دیا۔

سوال: علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی! آپ کون سی سیاست کے علمبردار ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: ہمارے اس پروگرام میں سیاست کتنی زیر بحث آتی ہے، اگر ہم سیاست کو حرام سمجھتے تو اس پر بات ہی نہ کرتے۔ اصل میں نظریاتی سیاست، عملی سیاست اور انتخابی سیاست میں فرق ہے۔ تنظیم اسلامی نظریاتی اور عملی سیاست کی قائل ہے البتہ انتخابی سیاست کی قائل نہیں ہے۔ عملی سیاست سے مراد ہے لوگوں کی نظریاتی ذہن سازی تعلیم وتربیت اور دعوت کے ذریعے کرنا اور پھر ایک وقت میں منظم تحریک کے ذریعے مخالف قوتوں کو زیر کرتے ہوئے نفاذ اسلام کے ہدف کو حاصل کرنا۔

سوال: دینی لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جو سیکولر لوگ عملی سیاست میں ہیں کیا یہ ان کا پیدائشی حق ہے کہ پاکستان پر یہ حکمرانی کریں؟ حالانکہ دینی لوگوں کے کردار صاف ہیں وہ آج تک کرپشن میں انوالو نہیں ہوئے تو ان کا حق کیوں نہیں ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: پہلے سیاست کو Define کر لیں کہ کیا سیاست صرف انتخابات میں حصہ لینے کا نام

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ دینی جماعتیں مختلف پلیٹ فارم سے الیکشن لڑ کر دو، تین، چار سیٹیں لے کر قانون سازی کو روک لیں گی تو یہ بہت مشکل معاملہ دکھائی دیتا ہے۔

ہے یا کسی ملک میں صحیح بنیادوں پر عدل وقسط کے ساتھ معاشرے کا انتظام چلانے کا نام ہے۔ اگر عدل وقسط کی بنیاد پر معاشرہ قائم کرنا ہے تو یہ اس دنیا میں اسلام کا بنیادی مقصد ہے۔ اگرچہ اُخروی نجات اصل مقصد ہے لیکن اس دنیا میں بھی مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عدل وقسط کی بنیاد پر ایک معاشرہ تشکیل دیں اور اس کا تعلق صرف انتخابی سیاست کے ساتھ نہیں ہے۔ مطلوب یہ ہے کہ لوگوں کی ایسی تربیت کی جائے کہ لوگ ایک دوسرے کا حق مارنے کی بجائے دوسروں کو اُن کا حق پہنچائیں۔ لیکن جو انتخابی سیاست ہمارے ملک میں چل رہی ہے اس میں لوگوں کے حقوق پر دست درازی کی جا رہی ہے۔ دین اور سیاست میں آج بہت فرق وتفاوت واقع ہو گیا ہے۔ اب جو اس ملک میں انتخابی سیاست چل رہی ہے وہ تو ہے ہی بددیانتی پر مشتمل۔ مجھے بتائیں کہ کیا اس ملک میں عام آدمی الیکشن لڑ سکتا ہے؟

سوال: اس وقت پوری دنیا میں جو جمہوری نظام چل رہا ہے وہ انتخابی سیاست کا ہے۔ آپ جس سیاست کی بات کر رہے ہیں یہ کیسے impliment ہوگی؟

ایوب بیگ مرزا: ایک ہوتا ہے نظام بدلنا اور ایک ہے حکومت بدلنا۔ دنیا نے جمہوریت کو بحیثیت طرز حکومت قبول کیا۔ وہاں پارٹیاں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتی ہیں، یعنی حکومت تو بدلنا چاہتی ہیں لیکن نظام کے حوالے سے تمام پارٹیاں متفق ہیں کہ نظام یہی رہنا چاہیے۔ لیکن پاکستان کا معاملہ مختلف ہے۔ یہ ایک نظریاتی ریاست ہے۔ اِسے اسلامی فلاحی ریاست بننا تھا۔ اختلاف یہ ہے کہ اسلامی فلاحی ریاست کیا انتخابات سے بنائی جائے گی یا تحریکی صورت میں بنائی جائے گی۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ اسلامی فلاحی ریاست تحریک کے ذریعے بنائی جاسکتی ہے، انتخابات کے ذریعے یہ ممکن نہیں ہے۔ ہم جمہوریت کی نفی نہیں کرتے، ہم نظام کو جڑ سے اکھاڑنے کی بات کرتے ہیں کہ کسی نظام کو جمہوریت کے ذریعے جڑ سے نہیں اکھاڑا جاسکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جمہوریت خود انقلاب کے ذریعے آئی تھی۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: مسلم لیگ ایک تحریک تھی۔ پتا تھا کہ انگریزوں کے جانے کے بعد ہندوستان میں جمہوریت کی بنیاد پر جو حکومت بنے گی اس میں اکثریت ہندوؤں کی ہوگی اور مسلمانوں کو اُن کا حق نہیں ملے گا۔ لہٰذا مسلم لیگ نے تحریک چلا کر ہندوؤں اور انگریزوں کے ارادوں کے خلاف پاکستان قائم کیا۔ اسی طرح اس ملک میں اگر وہی نظام چلانا ہے جو انڈیا میں چل رہا ہے تو پھر اس ملک کی وجہ جواز باقی نہیں رہتی۔ آپ اسلامی نظام قائم کریں یہ بعد میں طے کیا جاسکتا ہے کہ طرز حکومت کیا ہوگا۔ لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ دینی جماعتیں مختلف پلیٹ فارم سے الیکشن لڑ کر دو، تین، چار سیٹیں لے کر قانون سازی کو روک لیں گی تو یہ بہت مشکل معاملہ دکھائی دیتا ہے۔ اب تو قرارداد مقاصد کو نکالنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ جب حدود آرڈیننس کے خلاف بل پاس ہوا تو ایک پورے صوبے میں ایم ایم اے کی حکومت تھی اور قومی اسمبلی میں بھی ان کی کافی تعداد تھی لیکن وہ اس کو روک نہیں سکی۔

سوال: آپ جو متبادل طریقہ کار بتا رہے ہیں اس میں بھی تو کوئی پیش رفت نہیں ہو رہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: انتخابی سیاست میں دینی جماعتوں کی پسپائی ہو رہی ہے لیکن تحریک میں کبھی پسپائی نہیں ہوئی اور نہ کبھی ہوگی۔ پہلے دینی جماعتوں کی کتنی سٹریٹ پاور تھی اور سیٹیں بھی زیادہ تھیں لیکن اب دن بدن ان کی پسپائی ہو رہی ہے۔ جبکہ تحریک کے ذریعے اینٹی قادیانی موومنٹ اور تحریک ناموس رسالت کامیاب ہوئیں۔ یہ ایک پیش رفت تھی۔ اسی طرح ساری جماعتوں کو مل کر ایک جمہوری اتحاد بنانے کی بجائے ایک تحریکی اتحاد بنانا ہوگا جس سے نفاذِ اسلام کا راستہ آسان ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

شہادت گہ الفت

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا کے 6 ارب انسانوں میں سے چن کر نکالے، منتخب کردہ ڈیڑھ ارب مسلمانوں پر نیا قمری سال طلوع ہوا ہے محرم الحرام کے معظم مہینے سے۔ اس نے تمہیں (اپنے کام کے لیے) چن لیا ہے...... اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا اور اس قرآن میں بھی۔ (الحج:78) یہ ماہ مبارک اسوۂ شبیریؓ اور یوم عاشور ہمیں یہی اسباق پختہ کرواتا ہے۔ ہم انبیاء کے پیغام کے وارث، اپنے باپ ابراہیم خلیل اللہ کی ملت سے اور خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا اعزاز رکھتے ہیں۔ آج کی جاہل، پاگل، خود سے ناآشنا دیوانی دنیا کے لیے استاد اور مربی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ (مگر بنی اسرائیل کی طرح کافر قوموں کی نقالی میں چوں چوں کا مربہ بن کر دربدر خاک بسر ہوئے پڑے ہیں) وہ عالمی گاؤں جس کے باسی یہ تک نہیں جانتے یا بھول گئے ہیں کہ شادی مرد اور عورت کے مابین ہوتی ہے یا مرد اور مرد کے مابین؟ شادی پہلے ہوتی ہے یا پہلے بچے پیدا ہوتے ہیں؟ گودوں میں بچے پالے اور کھلائے جاتے ہیں یا کتے؟

دیوانگی کے تمام آثار گلوبل ویلج کے چودھریوں کے ہاں پورے ہوچکے ہیں۔ دیوانہ نہیں جانتا، وہ کون ہے، کہاں سے آیا ہے۔ اہل مغرب ہوش کھو بیٹھے ہیں کہ وہ حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں۔ اپنا ناتا بن مانس / بندر سے جوڑتے، اس کی گود میں جا بیٹھے ہیں۔ دیوانہ رشتوں کو نہیں پہچانتا۔ یہ بھی پہلے اولاد کو ڈے کیئر سینٹرز اور فوسٹر کیئر میں دربدر کرتے ہیں۔ (پھر خودرو پودوں کی طرح جھاڑ جھنکار ٹرمپ نما شخصیتیں پروان چڑھتی ہیں۔) والدین اولڈ ہومز میں رہتے ہیں، تنہا، تشنہ، اولاد کی دید کے پیاسے۔ اولڈ ہوم سے فیونرل ہوم (جنازہ گھر) لے جاکر راکھ بنا کر کہانی ختم۔ دیوانہ کپڑے پھاڑتا، برہنہ پھرتا ہے، مہذب شائستہ لوگ اسے دیکھ کر منہ چھپاتے ہیں۔ مغرب دیوانگی کا یہ مرتبہ پا چکا۔ (اسی کی تقلید میں ہمارے ہاں نئے مگر پھٹے، پھاڑے گئے کپڑوں، پینٹوں کا فیشن!) چھوت کا یہ مرض کم لباسی، بے لباسی، تنگ پاجامیاں، حیاسوز رقیق لباسی بن کر دنیا بھر میں پھیل گیا ہے، سوائن فلو کی طرح۔ یہی پاگل پن، بالباس، باپردہ، باحجاب و با نقاب کو دیکھ کر جھلا اٹھتا ہے۔ کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے۔ مار ڈالتا ہے جنون کے دورے میں (مروہ شربینی)۔ دیوانہ وحشت زدہ ہوتا ہے، سفاکی پر اتر آتا ہے۔ آج دنیا بھر پر جنونی بھیڑیوں کا راج ہے جس نے مسلم دنیا کو ایک قبرستان میں بدل ڈالا ہے۔ سارے پاگل مل کر ڈریکولائی خونخواری سے شام، غزہ، کشمیر، برما کے مناظر تخلیق کر رہے ہیں۔ دیوانہ غیرت، مروت، لطیف احساسات سے عاری، بے حیا ہوتا ہے۔ آج بے حیائی کے فروغ کے لیے باضابطہ صنعتیں وجود میں آچکی ہیں۔ فحش ویب سائٹس، بچوں تک کو بدکاری کی تجارت میں دھکیل کر اربوں ڈالر کے گٹر سے کمائی دنیا کی معیشت کی رگوں میں گردش کر رہی ہے۔ دیوانہ گند بلا بھی کچھ کھا جاتا ہے۔ آج بیت الخلاء طرز ریسٹورانٹوں میں بول و براز نما غذائیں فیشن جانی جا رہی ہیں۔ نفیس غذاؤں (Delicacies) کے حسین نام پر یورپ میں مینڈک، کیڑے مکوڑوں والے برگر مشہور و معروف سٹور پیش کر رہے ہیں۔ پاگلوں کی اس دنیا میں پاکیزہ اطوار، مہذب، شائستہ، خاندانی نیکوکاروں کے لیے پتھر ہیں، دشنام طرازیاں، تمسخر، تانکہ جیلیں اور پھانسیاں ہیں۔

سیدنا حسینؓ کے ان وارثوں میں ایک دمکتا نام محمد مہدی عاکفؒ کا بھی ہے جو 89 سال کی عمر میں مصر کی جیل میں السیسی کی فرعونیت کی بھینٹ چڑھ گئے۔ یکم محرم 1439ھ سنت فاروقیؓ پر شہادت پائی۔ جب انہیں معافی مانگ کر رہا ہونے کو کہا گیا تھا تو انہوں نے یہ جواب دیتے ہوئے انکار کردیا تھا کہ اگر مجھے جیل میں موت آگئی تو ان شاء اللہ مجھے اللہ تعالیٰ شہداء میں شامل فرمائے گا۔ اللہ قبول فرمائے۔ (آمین)

عاشورے کا متبرک دن حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم کی نجات اور سرخروئی اور فرعون کی غرقابی کا بھی دن ہے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت بھری شہادت کی عظیم گواہی کے ساتھ ساتھ۔ دونوں واقعات ازلی ابدی کلمۂ حق لا الٰہ الا اللہ کی سربلندی سے وابستہ ہیں۔ معرکۂ فرعون و کلیمؑ ہو یا زمین پر اللہ کی حکمرانی، خلافت کے نظام کے ذریعے اسے قائم رکھنے کی خاطر جگر گوشۂ بتولؓ کا خاندان سمیت شہادت قبول کرتے کٹ مرنا ہو، کہانی ہر دو صورت اسلام کی حکمرانی، بالادستی ہی کی ہے۔ حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آزری۔ اس کے بعد پوری اسلامی تاریخ جابر حکمرانوں کے مقابل یہی کہانی دہراتی چلی جاتی ہے۔ اس کی ابتدا تو سیدنا حسینؓ کے نانا سے ہوئی تھی! کفر کے مقابل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عزم ثبت ہے: خدا کی قسم! یہ لوگ اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں اور یہ چاہیں کہ میں اس مشن کو چھوڑ دوں تو میں اس سے باز نہیں آسکتا۔ یہاں تک کہ یا تو اللہ اس مشن کو غالب کردے یا میں اس جدوجہد میں ختم ہو جاؤں۔ باقی 1400 سال یہی صدا دہرائی گئی ہے۔ کربلا کے میدان میں، آئمہ کرام اور پُرعزم مسلمانوں نے جابر حکمرانوں کے بالمقابل حق کے دفاع میں۔ امام ابوحنیفہؒ کو ابن ہبیرہ کے حکم پر برستے کوڑوں کے بیچ دیکھ لیجیے۔ صدق و ایمان کی آواز نے ظالم کو بھی دہلا دیا: ابن ہبیرہ! اس وقت کو یاد کرو جب تمہیں اللہ کے حضور کھڑا کیا جائے گا اور جس طرح آج میں تمہارے سامنے ذلیل کیا جا رہا ہوں اس سے کہیں زیادہ ذلت کے ساتھ تم اللہ کے دربار میں پیش ہوگے۔ امام اعظمؒ نے ساری سزائیں حکمرانوں کے مناصب رد کرنے، چیف جسٹس بننے کی پیش کشیں ٹھکرانے پر اٹھائیں۔ منصور نے اسی جرم میں 30 کوڑے برسائے۔ اور آپ وہاں سے یوں نکلے کہ برہنہ پشت، بدن پر صرف پاجامہ اور خون ایڑیوں تک بہہ رہا تھا۔ زخموں سے چور 70 برس کی عمر میں قید خانے میں ڈالے گئے! کبھی کسی امیر کا عطیہ، ہدیہ قبول نہ کیا۔ وہ مناصب جن کے پیچھے لوگ دوڑتے پھرتے تھے ٹھکرا کر سزائیں مول لیں! یہی شان امام احمد بن حنبلؒ کی عزیمتوں کی ہے۔ رمضان میں چند گھونٹ پانی پی کر روزہ رکھا ہوتا۔ اسی حالت میں جلاد پوری قوت سے کوڑے برساتے۔ پیٹھ زخموں سے چور، جسم خون سے رنگین، تلوار سے کچوکے دیئے جاتے۔ 28 مہینے قید و بند اور کوڑوں کی بلا میں استقامت کا پہاڑ بن کر جیئے۔

77 برس کی عمر میں انتقال ہوا تو امام حنبلؒ کی بات پوری ہوئی۔ (ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ موت کے دن جنازے کی کیفیت سے ہوگا) جنازے پر ساڑھے آٹھ لاکھ افراد نے شرکت کی۔ یہی کیفیت امام ابوحنیفہؒ کے جنازے کی تھی۔ سارا شہر اُمڈ آیا۔ پہلی نماز جنازہ میں 50 ہزار افراد کا مجمع تھا۔ اس کے بعد 6 مرتبہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ بعدازاں حکمرانوں نے یہ سبق سیکھ لیا کہ کھلے عام جنازہ نہ ہونے دیا جائے۔ (آج تمام مسلم ممالک میں مقتل سجے ہیں۔ یہی چلن ہے)۔

مشرق وسطیٰ میں مصر سے اٹھنے والی تحریک الاخوان المسلمون جس نے الحاد و دہریت کے اٹھتے طوفانوں کا رخ موڑ دیا۔ عرب نوجوانوں کو ایمان سے لذت آشنا کرنے والا بے مثل مربی، بانیٔ اخوان سید حسن البناء تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے صرف مصر میں فعال کارکنوں کی تعداد 5 لاکھ ہوگئی تھی۔ دیگر عرب ممالک میں بھی مراکز قائم ہوگئے۔ مغرب کی کٹھ پتلی حکومت نے اجتماعات، اخبار و رسائل پر پابندی لگائی۔ جیلیں اخوان سے بھر دیں۔ تا آنکہ 12 فروری 1949ء قاہرہ کی سڑک پر گولی مار کر 43 سالہ حسن البناء کو فاسق حکمرانوں نے شہید کر دیا۔ لاکھوں جوانوں کے دل کی دھڑکنوں میں بسنے والے قائد کی کھلے عام نماز جنازہ کی اجازت نہ ملی۔ بوڑھے باپ اور گھر کی خواتین نے جنازہ اٹھایا اور رات کی تاریکی میں خاموشی سے تدفین کی۔ ان کے بعد سید قطبؒ پر تعذیبوں کے پہاڑ توڑے گئے۔ جھوٹ کے پلندوں پر اخوان کے 6 رہنماؤں کو پھانسی دی گئی جس میں سید قطبؒ بھی تھے۔ 22 کتابوں کے مصنف، مفسر قرآن، جنہیں مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ جدید مصر میں اسلامی فکر اور اسلامی دعوت کے سب سے بڑے علمبردار قرار دیتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ: وہ (سید قطبؒ، اسلام بارے) کسی مدافعت اور معذرت کے قائل نہیں۔ وہ مغربی تہذیب کی بنیادوں پر تیشہ چلاتے ہیں اور اپنے حریف پر بڑھ کر حملہ کرتے ہیں۔ سو مغرب کے فکری غلاموں نے پھانسی دے کر سید قطبؒ کو منہ مانگی مراد دے دی۔ دنیا نے دیکھا کہ کس دھج سے وہ مقتل کو گئے! مسکراتے روشن چہرے کے ساتھ نبی محترم ﷺ سے ملاقات کے متمنی!

انہی قربانیوں کے وارث، دین اسلام پر مرمٹنے والے محمد مہدی عاکف بھی ہیں۔ 27 سال (تین وقفوں میں) جیل کاٹی۔ حسب روایت حکومت شہدائے اسلام کے خاکی اجسام سے بھی لرزاں و ترساں رہی! اس شرط پر اہل خانہ کو جسد خاکی دیا کہ اہل خانہ کے سوا کوئی نہ ہو۔ (ان شاء اللہ فرشتوں کے جلو میں!) رات کی تاریکی میں خاموش تدفین ہو۔ (ممتاز قادریؒ کا جنازہ بھی بلیک آؤٹ کرنے کی لامنتہا کوشش کی گئی تھی۔) وزارت داخلہ نے خاندان کی کڑی نگرانی کی۔ 90 سال کے بابوں سے بھی لرزتا نظام! مبنی بر ظلم، تشدد، کذب وافتراء، فسق وفجور......! ان کے برطانوی آقاؤں کے خلاف لڑنے والا صف اول کا مجاہد۔ یعنی دہشت گرد! فلسطینی مصری مزاحمت کاروں (بمقابلہ برطانوی استعمار) کو عسکری تربیت دینے والا۔ یعنی سہولت کار! سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ بزدلی کیا ہے؟ فرمایا: دوستوں پر جری (ان کے خلاف بہادری!) اور دشمنوں سے بھاگنا! یعنی آج کی لغت میں: غیر کا ہوسامنا تو بس قلی بن جایئے! آج مسلم دنیا پر قلیوں کی حکومت ہے! کوفیوں کی حکومت ہے جن کی تلواریں، زبانیں اور دل سبھی کچھ کفر کے ساتھ ہے۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا!

☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ”مسجد جامع القرآن گلی نمبر 22 فاروق آباد شرقی ہارون آباد روڈ بہاولنگر“ میں

22 تا 28 اکتوبر 2017ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

اور

27 تا 29 اکتوبر 2017ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0334-8639639

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت:

(042)36316638-36366638

یَمُدُّھُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَھُوۡنَ ۝

اوریا مقبول جان

قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کا مصداق اگر آج کے دور میں کوئی شخص نظر آ رہا ہے تو وہ یقیناً نواز شریف ہے۔ ایک ایسا شخص جسے اللہ نے بے شمار نوازا۔ وہ امیر گھر میں پیدا ہوا، جس طرح اس کا بچپن اور جوانی گزری، ایسے لوگوں کے خواب بہت محدود ہوتے ہیں۔ اپنے والد کے کاروبار کو توسیع دینا، اپنے چھوٹے چھوٹے شوق پورے کرنا، جیسے کرکٹ ٹیم کا حصہ بننا، نئے ماڈل کی گاڑیاں، عالمی شہرت یافتہ فیشن ڈیزائن کرنے والوں کے ملبوسات، شاندار پرفیوم، اگر گلوکاری کا شوق ہے تو دوستوں کی محفلوں میں اس کا مظاہرہ، اور اپنے پسندیدہ فنکاروں سے راہ رسم۔ اس طرح کی مرنجاں مرنج زندگی میں ایک چھوٹی موٹی خواہش اور بھی دل میں مچلتی رہتی ہے کہ اگر کبھی مارشل لاء لگ جائے، کوئی نگران حکومت بن جائے تو امیر زادے کو کمال مہربانی کرتے ہوئے کوئی چھوٹی موٹی وزارت بخش دی جائے۔ نواز شریف پر یہ سارے مرحلے 1949ء میں پیدائش سے لے کر 32 سال کی عمر تک 1981ء میں پنجاب کا وزیر خزانہ بننے تک بیت گئے۔ یہاں تک کا سفر ایک عام کھلنڈرے سرمایہ دار گھرانے میں پیدا ہونے والے نوجوان کے لیے کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ بہت سارے سرمایہ دار گھرانوں کے شوقین نوجوان اپنی یہ تمام خواہشات بآسانی پوری کر لیتے ہیں اور اگر کہیں سے نظر عنایت ہو جائے تو کم از کم صوبائی وزیر کا منصب انہیں میسر آ ہی جاتا ہے۔ وہ اس منصب پر دوسروں کی مہربانی سے کچھ عرصہ گزارتے ہیں اور اگر انہیں عنایاتِ خسروانہ سے وزیر بنانے والا چلا جائے تو واپس اپنے کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اچھے دنوں کا انتظار کرتے ہیں۔ سیاست کے یہ بارہویں کھلاڑی کسی حادثے یا سانحے کا انتظار کرتے ہیں تاکہ دوبارہ ان کو منصب وزارت میسر آ سکے۔ یہاں تک نواز شریف کی زندگی ایک معمول کی زندگی ہے جس میں حیرانی کا کوئی عنصر موجود نہیں۔ لیکن اس کے بعد نواز شریف پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایات کا دروازہ کھلتا ہے جسے اللہ عنایات نہیں امتحان اور آزمائش کہتا ہے۔ اقتدار ان میں سب سے بڑی آزمائش و امتحان ہے۔ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا ''جس کو اقتدار ملا تو سمجھو وہ کند چھری سے ذبح کر دیا گیا''۔ (مفہوم) 1981ء کے بعد 1999ء تک کے 18 سال یہ شخص اقتدار کی سیڑھیاں تیز رفتاری سے چڑھتا گیا۔ ایک ایسے فیوڈل معاشرے میں ایک غیر زمیندار شخص کا اقتدار کے ایوانوں میں یوں ترقی کرنا کسی معجزے سے کم نہ تھا۔ اس شخص نے اپنی پہچان اور اپنی سیاست کی بنیاد اسلامی تشخص اور مذہبی اخلاقیات پر رکھی۔ اپنے مدمقابل کو اسلام دشمن، ملحد، اور خصوصاً بھارت نواز کہنا اس شخص کی سیاست کی علامتیں تھیں۔ اس کے بعد 8 سال یوں تو جلاوطنی کے ہیں لیکن جس تعیش اور آرام کے دن نواز شریف نے گزارے اور جس طرح اپنے کاروبار کو وسعت دی، ایسا عموماً سیاسی راہنماؤں کی ''بدنصیبی'' کے دور میں نہیں ہوا کرتا۔ اس کے بعد کے 9 سال پھر اقتدار اور کامیابی کے سال ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بار بار اس فرد پر اپنی عنایات کا دروازہ کھولتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ یہ سب کچھ تمہاری صلاحیتوں، طاقتوں، اور ذہانت کی بنیاد پر نہیں ہو رہا ہے۔ تمہاری جیسی ذہانت والے سرمایہ داروں کے لڑکے چیمبر آف کامرس کی راہداریوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ یہ اللہ کا دعویٰ ہے'' کہو کہ: اے اللہ! اے اقتدار کے مالک، تو جس کو چاہتا ہے اقتدار بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس کو چاہتا ہے رسوا کر دیتا ہے۔'' (آل عمران:26)

لیکن 1981ء میں اقتدار کے دروازے میں داخل ہو کر اعلیٰ ترین مسند پر پہنچنے والے نواز شریف کو بہت پہلے اس بات کا غرور اور تکبر تھا کہ یہ سب اس کی صلاحیتوں کی وجہ سے ہے، اسی لیے اس نے ان معاملات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا بوجھ اٹھایا، جن معاملات میں عام گناہ گار مسلمان خوف سے کانپ اٹھتا ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کا آغاز نواز شریف نے بحیثیت وزیراعظم پاکستان کیا۔ 14 نومبر 1991ء کو وفاقی شرعی عدالت نے سود کے خلاف فیصلہ دیتے ہوئے وفاقی حکومت کو چھ ماہ کا وقت دیا تاکہ ملکی معیشت کو سود سے پاک کیا جا سکے۔ نواز شریف نے بحیثیت وزیراعظم اس فیصلے پر عمل کرنے کی بجائے سورۃ البقرہ میں دی گئی اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس وارننگ ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر تم واقعی مومن ہو تو سود کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، پھر اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو۔'' (البقرہ:278،279)۔ نواز شریف وزیراعظم ہوتے ہوئے شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ اپیل میں چلے گئے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے سود کے خاتمے کو آئین کا حصہ بنایا اور مشرف جیسے سیکولر نے بھی سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد خود ریویو میں جانے کی جرأت نہ کی۔ بلکہ ایک پرائیویٹ بینک سے درخواست دائر کروائی۔ نواز شریف کا اللہ اور اس کے رسولؐ کے اعلان جنگ کے بعد مقابل میں کھڑے ہونا اس بات کی علامت تھی کہ شاید اللہ نے اب انہیں ﴿یَمُدُّھُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَھُوۡنَ ۝﴾ ''اپنی سرکشی میں مست کر دیا ہے۔ ایسے لوگوں کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے حال میں مست ہو جاتے ہیں اور ہدایت کی باتیں ان تک نہیں پہنچ پاتیں، اس کے بعد آپ نواز شریف کا سفر اقتدار ملاحظہ کر لیں آپ کو وہ ہر قدم ایک ایسے شخص کی حیثیت سے نظر آئے گا جو یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ میں اقتدار کا مالک ہوں۔

ممتاز قادری ایک علامت بن چکا تھا۔ حرمتِ رسول ﷺ کی۔ سلمان تاثیر کے خلاف اٹھنے والا شور وغوغا وہ بھی اس لیے تھا کہ اس نے جیلوں میں پڑے کئی ہزار بے گناہ مجرموں کو چھوڑ کر ایک ایسی مجرمہ کو رہا کروانے کا اعلان کیا جس پر توہین رسالت کا الزام تھا اور وہ اس جرم سے انکاری نہیں تھی۔ ممتاز قادری کو پھانسی کی سزا سنا دی گئی تھی۔ لیکن نواز شریف سے پہلے وزیراعظم اور صدر اس بارے میں خاموش تھے۔ ممتاز قادری کے مقابلے میں 40 کے قریب توہین رسالت کے مقدمے سپریم کورٹ میں التواء کا شکار رکھے ہوئے تھے۔ ان کو التوا میں رکھنا دراصل عالمی طاقتوں کے دباؤ کی وجہ سے تھا اور ممتاز قادری کو پھانسی دینا بھی ان کے دباؤ کی وجہ سے ممکن ہوا۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت والی سرزمین پر یہ سب ہوا جہاں

غازی علم الدین کی پھانسی کو سب نے عدالتی فیصلہ گردانا،مگر غازی علم الدین کی عزت و ناموس پر علامہ اقبال سے لے کر قائداعظم تک سب متفق تھے۔نواز شریف کے بے شمار اقدامات وہ علامتیں ہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ نے اسے ایک ایسے راستے پر ڈال دیا ہے جہاں آنکھیں نہیں کھلتیں۔ بنگلہ دیش میں خالدہ ضیاء نے جمعہ کے دن چھٹی کا اعلان کیا تھا، آج تک سیکولر حسینہ واجد بھی یہ چھٹی تبدیل کرنے کی جرأت نہ کرسکی۔لیکن نواز شریف نے ذوالفقار علی بھٹو کی جمعہ کی چھٹی ختم کردی۔دوقومی نظریے کے خلاف گفتگو اب ان کا معمول بن گیا ہے۔اس ملک میں مغربی قوتوں اور سیکولر طاقتوں کا ایک اور ایجنڈا ہے کہ غیر محسوس طریقے سے قادیانیوں کو مسلمانوں کے دھارے میں شامل کیا جائے۔ انتخابی اصلاحات کے نام پر جو بل پاس ہوا اس میں جس طرح حلف کو تبدیل کیا گیا اور انتخابی فہرستوں میں قادیانیوں کے علیحدہ اندراج کو ختم کیا گیا وہ نواز شریف کی سرکشی میں مستی نہیں بلکہ چالاکی اور عیاری کو ظاہر کرتا ہے۔قانون کہتا ہے کہ کوئی ایسا بل کابینہ کی منظوری کے بعد پیش ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی ذمہ داری پوری کابینہ پر آتی ہے۔اس ترمیم کا خیر مقدم ملحد اور سیکولر حضرات نے کیا۔ان کا کہنا تھا کہ یہ حلف نامہ ہندوؤں اور عیسائیوں سے کیوں نہیں لیا جاتا۔انہیں معلوم نہیں بہت بڑا فرق ہے۔قادیانی خود کو مسلمان کہتے ہیں اور آئین ان کو غیر مسلم قرار دے چکا ہے۔ یہ دراصل اصلی(Real)اور جعلی (Counterfeit) کا فرق ہے۔اسی لیے ہر مسلمان سے یہ حلف نامہ ضروری ہے کہ وہ جعلی نہیں ہے۔اس حرکت کے بعد بھی اللہ نے نواز شریف کو توبہ اور معافی کی توفیق نہیں دی۔ ٹائپنگ کی غلطی قرار دے کر خود کو پاک صاف ظاہر کیا جارہا ہے۔

نواز شریف سورۃ البقرہ کی جس آیت کا مصداق ہو کر اپنی سرکشی میں مست ہیں اس کے آغاز میں اللہ فرماتا ہے:''اللہ ان کی ہنسی اڑاتا ہے۔'' اللہ جس کی ہنسی اڑاتا ہے اس کے بارے میں ایک اصول ہے۔ وہ فرماتا ہے''پھر جب وہ اس کو بھول گئے جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر نعمت کے دروازے کھول دیے۔ یہاں تک کہ جو نعمتیں ان کو دی گئی تھیں، جب وہ ان پر اترانے لگے تو ہم نے اچانک ان کو آن پکڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بالکل مایوس ہو کر رہ گئے۔''(الانعام:44) کوئی ان دنوں نواز شریف کے چہرے کی مایوسی اور لہجے کی شکست دیکھ لے تو اسے اللہ کی پکڑ کا اندازہ ہو جائے۔

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی اجتماع اور ریلی

9 ستمبر 2017ء کو نماز مغرب تا 10 ستمبر قبل از ظہر تک جاری رہنے والے اس پروگرام میں میانوالی، جوہر آباد اور سرگودھا سے مجموعی طور پر 50 کے قریب رفقاء نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز بعد از نماز مغرب ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت عبدالرحمٰن نے حاصل کی۔اس کے بعد اتباع رسول کے حوالہ سے محمود عالم نے درس حدیث دیا۔اس کے بعد نور خان مقامی امیر میانوالی نے ایمانیات ثلاثہ میں رسالت کا مقام کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ بعد از نماز عشاء محمد ارشد ناظم تربیت حلقہ سرگودھا نے محبت رسول اور اس کے تقاضے کے موضوع پر مذاکرہ کرایا۔اس کے بعد آرام کا وقفہ شروع ہوا جو نماز تہجد پر اختتام پذیر ہوا۔ بعد از نماز فجر سرگودھا شرقی کے مبتدی رفیق قاری عامر نے درس قرآن دیا۔ وقفہ کے بعد عظمت مصطفیٰ ؐ کے موضوع پر تمام رفقاء نے بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ کی وڈیو بذریعہ ملٹی میڈیا سماعت فرمائی۔

اس دوران حلقہ کی شوریٰ نے اپنا سہ ماہی مشاورتی اجلاس رکھا تھا جس میں برما کے مظلوم مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے ریلی کے انعقاد کا مشورہ کیا گیا۔ مشورے کے مطابق 11:00 بجے تمام رفقاء نے امیر حلقہ و مقامی امراء کے زیر قیادت ریلی کا آغاز مرکز تنظیم اسلامی سرگودھا سے کیا۔ رفقاء نے ہاتھوں میں پینا فلیکس بورڈ جو کہ مرکز سے موصولہ سلوگنز پر مبنی تھے، اُٹھائے ہوئے تھے اس کے علاوہ دو بڑے بینرز کے ساتھ یہ ریلی سیٹلائیٹ ٹاؤن چوک پہنچی۔ سیٹلائیٹ ٹاؤن چوک میں تقریباً 15 منٹ رکنے کے بعد ریلی طفیل چوک بازار میں پہنچی یہاں رفقاء چوک کے چاروں طرف 20 منٹ تک ہاتھوں میں بورڈ تھامے کھڑے رہے اس کے بعد ریلی گول چوک سے گزرتی ہوئی شاہین چوک میں رُکی یہاں بھی رفقاء چوک کے چاروں طرف 20 منٹ تک ہاتھوں میں بورڈ تھامے کھڑے رہے ہیں۔

اس دوران تمام راستوں میں رفقاء برما کے مسلمانوں کی حمایت میں طبع شدہ ہینڈ بلز بھی تقسیم کرتے رہے۔ ساڑھے بارہ بجے شاہین چوک میں ہی ریلی کے اختتام کا اعلان کیا گیا اور پھر سڑک کی ایک جانب رفقاء کو جمع کر کے بذریعہ میگافون محمد ارشد ناظم تربیت حلقہ سرگودھا اور مقامی امیر میانوالی نور خان نے مختصر خطاب میں حکومت وقت سے تقاضا کیا کہ وہ برما کے مسلمانوں کی حمایت میں آواز اٹھائے اور اس سلسلے میں عملی اقدامات کرے۔اس طرح یہ ریلی 12:45 پر ختم ہوگئی اور تربیتی پروگرام مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین (مرتب: رفیع الدین شیخ)

حلقہ پنجاب شمالی کی مقامی تنظیم واہ کینٹ میں دفتر اور مکتبہ کا افتتاح

23 ستمبر بروز ہفتہ حلقہ پنجاب شمالی کی مقامی تنظیم واہ کینٹ کے تمام رفقاء نے اپنے نئے قائم کردہ دفتر اور مکتبہ واقع راشد منہاس روڈ کی افتتاحی تقریب کے موقع پر بعد از نماز عصر محلہ و قرب و جوار میں دعوتی ہینڈ بلز تقسیم کئے۔ بعد نماز مغرب مقامی تنظیم پنڈی گھیپ کے مقامی امیر جناب مولانا خان محمد نے تعارف و عظمتِ قرآن پر شاندار خطاب فرمایا۔اس میں رفقاء کے علاوہ 60 کے قریب دیگر احباب نے بھی شرکت کی۔ مولانا نے اپنے خطاب میں امت مسلمہ کی حالت زار پر عمومی اور پاکستان کے حالات پر خصوصی گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزار کر دونوں جہانوں میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ آج ہم تارک قرآن ہو کر ذلت اور پستی میں گرے ہوئے ہیں۔انہوں نے لوگوں کو خوش خبری دی کہ اس مرکز میں ان شاء اللہ قرآن کریم کو درست انداز سے پڑھنے اور سمجھنے کے لیے آپ کو مواقع فراہم کئے جائیں گے تاکہ ہم قرآنی ہدایات پر عمل پیرا ہو کر ـــــ امت مسلمہ کو موجودہ زبوں حالی سے نکالنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ آخر میں مسجد کے امام صاحب نے رقعت آمیز دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے دین کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین) (طارق نعیم)

☆☆☆☆☆

Greater Kurdistan...

On 25 September 2017, a Kurdish Referendum in Iraq took place, claimed by Kurdish leaders as 70% vote cast for a 'yes' to establish an independent 'greater Kurdistan', despite the express objection and dissent of nations worldwide, including the three countries that stand to lose the most from it; Iraq, Turkey and Iran... The entire world objected, including the UN, USA, UK and EU - all except for Israel, a lone supporter, and longtime friend of the Kurds. However, that did not have any impact on deterring the semi-autonomous Kurdish region of northern Iraq led by Kurdish Regional Government (KRG) President, Massoud Barzani, from holding the referendum as planned.

In 2014, Time Magazine had this to say about the "Time Person of the Year" runnerup Mr. Barzani and "Kurdistan". "Massoud -Barzani, The Opportunist: When ISIS threw the Middle East jigsaw puzzle into the air, the Kurdish leader reached for a piece. What does it say that the most reliable U.S. ally in its campaign against ISIS is an imaginary country? Kurdistan – Land of the Kurds – exists only in two spheres. One is on maps sold in bazaars wherever the Kurdish language is spoken. The other is on yellow-red-and-green flags Kurds sometimes wave in the countries where they actually reside (according to maps sold everywhere else in the world). Yet in one of those countries, the Kurds have built themselves a state in all but name. Far to the north of Baghdad, where Iraq's deserts rise into stony foothills and then into mountains, the Kurdistan Regional Government holds sway".

Many analysts have written about the Kurdish-Israeli relationship in depth and how it has matured significantly over the years. Since at least the 1960s, Israel has provided intermittent security assistance and military training to the Kurds. This served mostly as an anti-Saddam ploy – keeping him distracted as Israel fought two wars against coordinated Arab neighbors – but mutual understanding of their respective predicaments also bred an Israeli-Kurdish affinity. All signs point to this security cooperation continuing today. Israeli procurement of affordable Kurdish oil not only indicates a strengthening of economic ties, but also an Israeli lifeline to budget-starved Erbil (The capital of Iraqi Kurdistan) that suggests a strategic bet on the Kurds in an evolving region.

The Kurds are allied with Syria's fiercest enemy – Israel – whose planned Greater Israel project coincidentally aligns almost perfectly with the Kurds' plans for "Kurdistan." In the Oded Yinon plan, which is the plan for a "Greater Israel," it states the imperative use of Kurds to help divide neighboring countries in order to aid in their plans for greater domination. Interestingly enough, Kurds brush this alliance off as being just another step in achieving their ultimate goal of creating an autonomous Kurdistan. Every major Kurdish political group in the region has longstanding ties to Israel. In fact, the whole phenomenon is linked to major ethnic violence against Arabs, Turkmens, and Assyrians. From the PKK in Turkey to the PYD and YPG in Syria, PJAK in Iran to the most notorious of them all, the Barzani-Talabani mafia regime (KRG/Peshmerga) in northern Iraq. Thus it should come as no surprise that Erbil supplied Daesh (ISIS) with weaponry to weaken the Iraqi government in Baghdad. And

Barzani-Talabani mafia regime (KRG/Peshmerga) in northern Iraq. Thus it should come as no surprise that Erbil supplied Daesh (ISIS) with weaponry to weaken the Iraqi government in Baghdad. And when it becomes understood that Erbil is merely the front for Tel Aviv in Iraq, the scheme becomes clear.

Israel has reportedly been providing the KRG with weapons and training even prior its military encounters with Daesh. On the level of economic strategy, Israel granted critical support to the KRG by buying Kurdish oil in 2015 when no other country was willing to do so because of Baghdad's threat to sue. KRG Minister of Natural Resources Ashti Hawrami even admitted to the arrangement, saying that Kurdish oil was often funneled through Israel to avoid detection. In January 2012 the French newspaper Le Figaro claimed that Israeli intelligence agents were recruiting and training Iranian dissidents in clandestine bases located in Iraq's Kurdish region. By aligning with the Kurds, Israel gains eyes and ears in Iran, Iraq, Turkey and Syria. A year later, the Washington Post disclosed that Turkey had revealed to Iranian intelligence a network of Israeli spies working in Iran, including ten people believed to be Kurds who reportedly met with Mossad members in Turkey. This precarious relationship between Israel and Turkey persists today.

All signs point to the creation of a "Greater Kurdistan" in the near future, which would be a significant development in the region and pave the way for the creation of a "Greater Israel" in the not too distant future. Our advice to the Muslim Ummah and its leaderships is to take the matter seriously and chalk-out a plan in unison to counter this rapidly emerging threat. It is still not too late to ponder on strategic countermeasures, while putting all petty differences and whims aside.

By: The Nida e Khilafat Editorial Team

☆ پاکستان اور ملت اسلامیہ کے حال اور مستقبل کے تناظر میں لکھی گئی فکر انگیز تحریریں
☆ بے لاگ تبصرے ☆ حقیقت پسندانہ تجزیے ☆ سیاسی بصیرت اور فراست کی خوبصورت جھلک

بصائر

منتخب اخباری کالموں کا مجموعہ
از: بانی تنظیم اسلامی
ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

☆ سفید کاغذ ☆ عمدہ طباعت ☆ دیدہ زیب ٹائٹل
☆ صفحات: 130 ☆ قیمت: 100 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور فون: 3-5869501
website : www.tanzeem.org
email : maktaba@tanzeem.org

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی!

مدیر ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' لاہور
ایوب بیگ مرزا
کے مدبرانہ، حکیمانہ، ناصحانہ اداریوں کا حسین مرقع
بعنوان: ''حق گوئی'' شائع ہو گیا ہے
جس کے مطالعے سے عالمی اور ملکی حالات پر بصارت ہی نہیں، بصیرت بھی حاصل ہوتی ہے اور عمل کے لیے ایک جذبۂ محرکہ بھی پیدا ہوتا ہے

23x36 سائز کے 404 صفحات ✿ عمدہ پرنٹنگ
✿ دیدہ زیب نفیس ٹائٹل ✿ مضبوط جلد

قیمت صرف: 300 روپے

شائع کردہ: مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-35869501

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً﴾

تنظیمِ اسلامی کا سالانہ

کُل پاکستان اجتماع

24، 25، 26 نومبر 2017ء

(بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار)

بمقام

مرکزی اجتماع گاہ، بہاولپور

منعقد ہو رہا ہے (ان شاء اللہ العزیز)

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِىْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِىَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِىَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِىَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِىَّ))

”اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری محبت لازم ہوگئی ان کے لیے جو میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے اور مل بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملاقات (کے لیے سفر اختیار کرتے) اور ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں۔“

(مستدرك حاكم، كتاب البر والصلة، موطا امام مالك كتاب الشَّعْر، باب السّنة فى الشَّعْر)

تمام رفقاء کو شرکت کی بھرپور دعوت ہے

تفصیلات کے لیے اپنے مقامی نظم سے رجوع کیجیے!

المعلن: ناظمِ اعلیٰ، تنظیم اسلامی فون: 36316638-36293939(042)
36366638

MULTICAL-1000
Calcium + Vitamin C & B12 + Folic Acid (Sachets)
STAY STRONG WITH
XTRA CALCIUM
1000mg
MULTICAL-1000 CONTAINS
XTRA CALCIUM
Takes you away from
Malaise & Fatigue
Tasty & Tangy
MULTICAL-1000
Sweetened with Aspartame
Aspartame is safe & FDA approved low calaroies sweetner
PHARMA
NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762
your Health our Devotion